عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

قیمت: ۱۰ روپے

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | یکم تا ۷ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۳۵

قربانی کا معنیٰ و مفہوم اور مختصر تاریخ

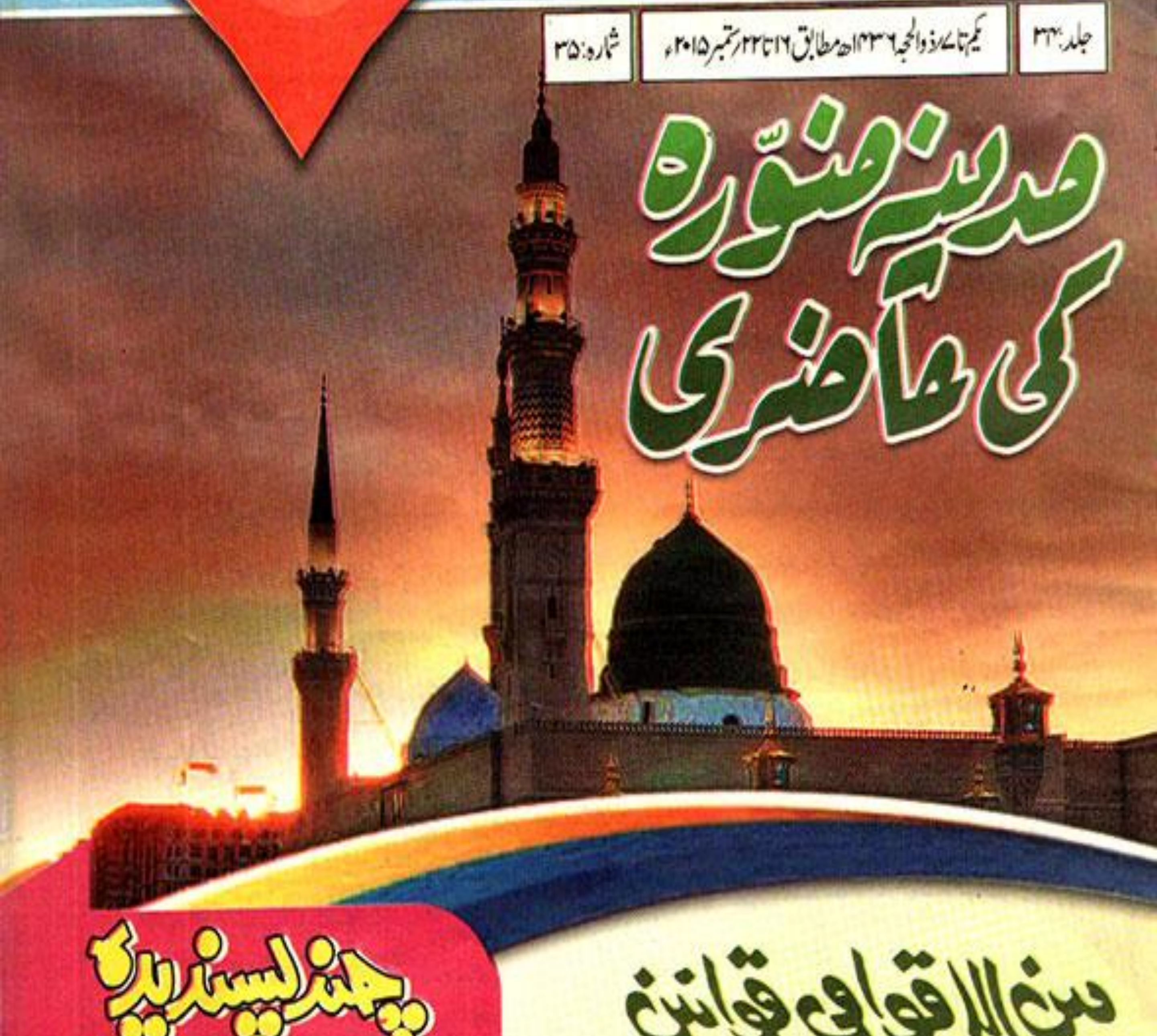

مدینہ منورہ کی حاضری

بین الاقوامی قوانین اور اسلام

چند پسندیدہ اور محبوب اعمال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

تین طلاق کی شرعی حیثیت

کنول دختر سعید خان، کراچی

س:...... میری شادی امیر حسین ولد عبدالرشید سے سعید آباد میں انجام پائی تھی۔ میرا ایک بیٹا محمد امین عمر تین سال ہے، شادی کے بعد میرے سسرال میں اور دیگر سسرالیوں سے اکثر و بیشتر لڑائی جھگڑے اور گھریلو ناچاقی رہتی ہے۔ مورخہ ۱۶/ستمبر ۲۰۱۴ء کو گھریلو ناچاقی اور لڑائی جھگڑے کے بعد گواہان کے سامنے میرے شوہر نے تحریری طور پر لکھ کر دیا کہ آئندہ مار پیٹ نہیں کروں گا، شک وشبہ نہیں کروں گا، میں راضی ہو کر اپنے شوہر کے ساتھ اپنے سسرال چلی گئی، پھر دوبارہ بدستور میرا شوہر مجھ پر تشدد اور مار پیٹ کرتا رہا اور عید سے قبل لڑائی جھگڑا کر کے مجھے میرے والدین کے گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ مورخہ ۷/اگست ۲۰۱۵ء بوقت ڈیڑھ بجے میرا شوہر امیر حسین میرے والدین کے گھر آیا، اس وقت میرے ساتھ میری چچی فرزانہ زوجہ وحید اور میرے چچا کے بیٹے سیف خان عمر ۱۹ سال اور پڑوسن رشیدہ موجود تھے، جن کے سامنے نہایت طیش اور غصے میں تین مرتبہ یہ الفاظ کہے: کنول میں تمہیں طلاق دیتا ہوں اور آزاد کرتا ہوں۔ میرے والدین کی پڑوسن نے امیر حسین سے کہا کہ بیٹے یہ کیا کہہ رہے ہو؟ جس پر اس نے کہا کہ میں نے کنول کو طلاق دے دی ہے اور میری طرف سے اب آزاد ہے اور گالم گلوچ کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ جب تحریری طور پر دستخط کرانے کے لئے گئے کہ طلاق نامے پر دستخط کرو تو اب دستخط کرنے سے انکاری ہے اور قرآن اٹھا کر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے جبکہ طلاق کے گواہان موجود ہیں۔

آنجناب سے استدعا ہے کہ شریعت کے مطابق اس کے بارے میں بتایا جائے کہ کیا شرعاً اب کوئی گنجائش ہے کہ میں شرعاً اس کے نکاح میں ہوں کہ نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں تینوں طلاق واقع ہو چکی ہیں اور بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی ہے۔ عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ باقی طلاق دینے کے بعد اب شوہر کا انکار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا جبکہ گواہان بھی موجود ہیں۔ اس لئے اس کی بات کا اب کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شرعاً طلاق ہو چکی یا نہیں؟

شگفتہ لودھی خان، کراچی

س:...... مجھے میرے شوہر نے ایک طلاق ۱۵/مارچ ۲۰۰۲ء کو تحریری طور پر دی، اس کے بعد ہمارا رجوع ہو گیا اور اب پھر دوبارہ گھریلو جھگڑوں کی بنا پر ۱۸/نومبر ۲۰۱۴ء کو مار پیٹ کر کے گھر سے نکل جانے کو کہا اور مجھے تین مرتبہ میری بیٹی کے سامنے طلاق، طلاق کے بعد مجھے مار پیٹ کر مغرب کے وقت گھر سے بے سروسامانی کی حالت میں نکل جانے کو کہا۔ میں نے گھر چھوڑ دیا اور اپنی ایک دوست کے گھر چلی گئی۔ جہاں پر میں پچھلے نو ماہ سے رہ رہی ہوں، پھر اس نے مجھے نوٹس بھجوایا، جس میں مجھے تحریری طور پر پھر تین مرتبہ لکھ کر طلاق دے دی۔ برائے مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ کیا مجھے شرعی طور پر طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ کیونکہ میرا سابقہ شوہر اس بات کو مان نہیں رہا کہ طلاق ہو چکی ہے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کا بیان اور منسلکہ کاغذات کے مندرجات حقیقت پر مبنی ہیں تو اس صورت میں سائلہ پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور یہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے۔ اب ان کا ایک ساتھ رہنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ عدت گزارنے کے بعد سائلہ آزاد ہے، جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ سابقہ شوہر کے لئے یہ بغیر حلالہ کے حلال نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴　یکم تا ۷ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۵ء　شمارہ:۳۵

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی عقائد و نظریات	۳	اداریہ
مدینہ منورہ کی حاضری (۲)	۶	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
قربانی کا معنی و مفہوم اور مختصر تاریخ	۹	مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
حج و قربانی.... تسلیم و خود سپردگی	۱۱	مولانا شمس الحق ندوی
خانقاہ سراجیہ سے مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا تعلق	۱۳	مولانا ابوسعد خلیل احمد مدظلہ
چند پسندیدہ اور محبوب اعمال	۱۶	مفتی عبدالروف سکھروی مدظلہ
کامیاب لوگ	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
بین الاقوامی قوانین اور اسلام	۲۵	مولانا زاہد الراشدی
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۴۲)	۲۶	سعود ساجر

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

قادیانی عقائد ونظریات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا: ’’قادیانی، اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔‘‘

علامہ اقبال مرحوم کا یہ تجزیہ ان کے برسہا برس کے تجربے کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جسے انہوں نے ایک فقرے میں قلم بند کردیا۔ ہر وہ شخص جسے قادیانی ذہنیت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو، یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو، اسے علیٰ وجہ البصیرت اس کا یقین ہوجائے گا کہ قادیانی، اسلام کے، مسلمانوں کے اور اسلامی ممالک کے غدار ہیں، جس طرح کوئی مسلمان کسی یہودی پر اعتماد نہیں کرسکتا، نہ اسے ملتِ اسلامیہ کا مخلص سمجھ سکتا ہے، اسی طرح کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ملتِ اسلامیہ کا ہمدرد اور بہی خواہ تسلیم نہیں کرسکتا۔

چودھویں صدی کا بدترین فتنہ، فتنۂ قادیانیت ہے، جو دینی اور سیاسی اعتبار سے اُمتِ محمدیہ کے لئے نہایت خطرناک اور کھلا ہوا چیلنج ہے۔ دینی اعتبار سے تو انہوں نے دینِ اسلام کے مقابلے میں نیا دین، قرآن کے مقابلے میں نیا قرآن اور نبوتِ محمدیہ کے مقابلے میں نئی نبوّت، غرض تمام اسلامی شعائر کے مقابلے میں خودساختہ اسلامی شعائر وضع کرکے، مسلمانوں سے نہ صرف علیحدگی اختیار کی، بلکہ یہ ثابت کردیا کہ قادیانیت دینِ اسلام کے متوازی ایک مستقل مذہب اور قادیانی ایک مستقل اُمت ہے۔ جس کی تائید مرزا محمود کے اس قول سے ہوتی ہے کہ:

> ’’آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دُوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح اور چند مسائل میں ہے، اللہ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں) اختلاف ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ ”الفضل“ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۸ء)

اس کے علاوہ سیاسی طور پر قادیانی نہ صرف انگریزوں سے ذہنی اور فکری طور پر متفق ہیں، بلکہ ان کا خودکاشتہ پودا ہیں، چنانچہ مرزائے قادیاں کہتا ہے:

> ’’میں مہدی ہوں اور گورنمنٹِ برطانیہ میری تلوار ہے..... اور ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔‘‘ (”الفضل“ دسمبر ۱۹۱۸ء)

قادیانیوں کے چند عقائد ونظریات درج ذیل ہیں:

۱:...قادیانیت نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ سمجھتی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ومناصب متنبی قادیان کو عطا کرتی ہے بلکہ روحانی ترقی، معجزات اور ذہنی ارتقا میں رئیس قادیان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ وافضل سمجھتی ہے۔

۲:...قادیانیت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین وشریعت اور آپ کی نبوت، مرزا غلام احمد کے دعویٔ نبوت سے پہلے تک محدود تھی اور مرزا غلام احمد کے بعد نبوت محمد یہ مدارِ نجات نہیں، بلکہ مرزا کی تعلیم اور وحی مدارِ نجات ہے، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وشریعت منسوخ قرار پاتی ہے۔

۳:...قادیانیت کے عقیدے میں تمام دنیا کے مسلمان جو ملی قادیان پر ایمان نہیں لائے، نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

۴:...قادیانیت صدرِ اول سے لے کر آج تک کی تمام اُمتِ مسلمہ کو ''عقیدہ حیاتِ مسیح'' کی بنا پر کافر اور مشرک سمجھتی ہے۔

۵:...قادیانیت عقیدہ حیاتِ مسیح کی بنا پر اُمتِ مسلمہ کو منکرِ قرآن، کاذب اور خائن تصور کرتی ہے۔

۶:...قادیانیت تمام عالمِ اسلام کو ولد الحرام، ذریۃ البغایا اور خنزیر جیسی گھناؤنی گالیوں سے نوازتی ہے۔

۷:...قادیانیت کے نزدیک موجودہ دور کے مسلمان بیت المقدس اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی تولیت کے اہل نہیں۔

۸:...قادیانیت اپنے مذہبی مرکز'' قادیان'' کو، جو آج کل دارالکفر والبوار بھارت میں ہے، نہ صرف مکہ ومدینہ کے ہم سنگ وہم مرتبہ سمجھتی ہے، بلکہ اعلیٰ و افضل قرار دیتی ہے، اس لئے کہ بقول مرزا محمود صاحب: ''مکہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک ہو چکا ہے۔''

۹:...قادیانیت انبیائے کرام علیہم السلام کا مذاق اڑاتی ہے، ان کے معجزات کو قابلِ نفرت کھلونے بتاتی ہے، اور ہر بات میں مرزا غلام احمد کی انبیائے کرام پر فوقیت کی نمائش کرتی ہے۔

۱۱:...قادیانیت اسلام کی اصطلاحات کو پامال کرتی ہے۔ مرزا کی بیوی کو ''ام المؤمنین''، مرزا کے مریدوں کو ''صحابہ کرام''، مرزا کے جانشینوں کو ''خلفائے راشدین''، قادیان کو ''ارضِ حرم مکۃ المسیح''، لاہور کو ''مدینۃ المسیح''، ربوہ کو ''بیت المقدس'' اور قادیانی نبوت کے کفر والحاد کی اشاعت کو ''جہاد'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

۱۲:...اسلام میں ''سیدۃ النساء'' کا بلند ترین لقب حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مخصوص ہے، لیکن قادیانیت یہ لقب مرزا کی بیوی کو عطا کرتی ہے۔

۱۳:...بعض فرقوں کے مطابق ''پنج تن پاک'' کی اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کے لئے مخصوص ہے، مگر قادیانیت ''پنج تن پاک'' کا اطلاق مرزا کے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں پر کرتی ہے۔

۱۴:...رضی اللہ عنہ کا صیغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لئے تھا، مگر قادیانی دین میں یہ خطاب ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو اسلام سے مرتد ہو کر مرزا آنجہانی کی جھوٹی نبوت سے وابستہ ہوگئے، اور جنہوں نے مرزا کے ہاتھ پر اسلام سے غداری اور انگریز کی وفاداری کا عہد کیا۔

۱۵:...قادیانیت عالمِ اسلام کے ایک ایک فردِ مسلم سے عداوت اور دشمنی کے وہی جذبات رکھتی ہے جسے قرآن کریم نے یہود اور مشرکین کا شیوہ بتایا ہے:

''لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا۔'' (المائدہ:۸۲)

چنانچہ قادیانیت کا سرکاری آرگن روزنامہ ''الفضل ربوہ'' ۳؍جنوری ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں ملتِ اسلامیہ کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ لکھتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''ہم فتحیاب ہوں گے، ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

آپ حج کیسے کریں؟

مدینہ منورہ کی حاضری

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

گزشتہ سے پیوستہ

ہر حاجی پر جس طرح ارکان حج کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری اور مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی بھی ضروری ہے جس کو "زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کچھ عازمین حج، حج سے قبل اور کچھ حج کے بعد زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ اس کے دو درجے ہیں: ایک صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے روضہ اقدس پر حاضر ہونا اور دوسرا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازیں ادا کرنا اور مسجد نبوی کے مختلف مقامات پر نوافل وغیرہ ادا کرنا۔ سب سے پہلے اس زیارت کی فضیلت واہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے تاکہ شوق وذوق کے ساتھ اس کو ادا کیا جاسکے۔

نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات امت مسلمہ کے لئے سب سے عظیم نعمت ہے اور آپ کی ذات ہر مسلمان کے لئے ماں، باپ، بیوی، بچے اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے اور ہر مسلمان اپنی جان کو آپ کی ذات، آپ کی عظمت کے لئے نچھاور کرنا زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کرتا ہے۔ آپ تصور کیجئے کہ آپ اس عظیم ہستی کے دربار میں پہنچ رہے ہیں اور حدیث شریف کے مطابق آپ کے دربار میں پہنچنے کا مطلب آپ کی زیارت سے مشرف ہونا ہے، اس لئے بہت احتیاط، وقار اور احترام کے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدت ومحبت کے ساتھ شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوں اور آپ کی زبان درود شریف کی تلاوت سے مسلسل تر ہو۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے پورے حصے کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ بھی بہت زیادہ فضیلت واہمیت کا درجہ رکھتا ہے، اس لئے درجہ بدرجہ ہر ایک کے احترام کے پہلو کو ملحوظ رکھیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے میری قبر وروضہ کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔" (دارقطنی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ "جو میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے سوا کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔" (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ: "جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مرجائے وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ: "جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔" (الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مکہ تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "مدینہ میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کرے۔" (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے اور پھر میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے، اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔" (دیلمی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تمام علماء کرام کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت اور آپ پر سلام پڑھنا اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے اور اعلیٰ درجات پر پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور اہم وسیلہ ہے۔ اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور معمولی عذر کی وجہ سے اس سعادت سے محرومی انتہائی قساوت اور ظلم ہے، اس لئے حج سے پہلے یا حج سے فارغ ہونے کے بعد ہر حاجی روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ جائے تو درج ذیل آداب وزیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستحب ہیں۔

سب سے اہم بات نیت ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی نیت سے یہ سفر کرے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی کی نیت سے یہ سفر کرے۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت کی نیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام واحترام زیادہ ہے۔ اس نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت بھی ضروری ہے۔ ریا کاری اور تفاخر وغیرہ کی نیت سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ راستہ میں مسنون اعمال اور شریعت کے اصولوں کا بہت زیادہ خیال رکھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تو اس سفر میں ان اعمال کا بھی خیال رکھتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فطری تقاضوں کی وجہ سے کئے تھے۔ جتنا اس سفر میں شریعت کے آداب کا خیال رکھے گا اتنا ہی اس سفر کا روحانی فائدہ حاصل ہوگا۔

یہ تصور کریں کہ جس راستہ سے آپ گزر کر مدینہ منورہ جارہے ہیں' اس راستہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا مشقت بھرا سفر فرمایا تھا' اس لئے اس کو "طریق الہجرۃ" کہا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کتنے مقام اس سفر میں ایسے ہوں گے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نشانات ہوں گے۔ اس لئے ہجرت کے واقعہ کو ذہن میں رکھ کر خوب درود شریف پڑھتے ہوئے یہ راستہ طے کریں۔ مدینہ منورہ جیسے جیسے قریب آتا جائے' اسی طرح آپ کی محبت وعقیدت اور جوش وخروش میں اضافہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے میں اضافہ ہوتا جائے۔ کیونکہ روایات کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو سواری کو تیز فرمادیتے تھے۔

مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوجائے تو ان الفاظ سے دعا پڑھے:

"اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے' اس کو تو میرے لئے آگ سے بچنے کا اور عذاب سے بچنے اور حساب کی برائی سے بچنے کا ذریعہ بنادے۔"

شہر میں ادب واحترام سے درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور اپنی عمارت پر پہنچ کر سامان وغیرہ اطمینان سے رکھ دے اور اپنے سب سے بہترین کپڑے نکالے' بہتر یہ ہے کہ روضہ کی زیارت کے لئے نیا جوڑا سلوا کر لے جائے۔ اچھی طرح غسل کرکے نیا یا صاف جوڑا پہن لے اور خوب خوشبو لگائے اور اگر ممکن ہو تو کچھ صدقہ وغیرہ بھی کردے اور اس کے بعد ادب واحترام کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبریل سے داخل ہو ورنہ کسی بھی دروازے سے داخل ہوا جاسکتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

"بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ' اللھم افتح لی ابواب رحمتک."

مسجد میں کسی جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور اگر ہجوم نہ ہو تو "ریاض الجنۃ" میں جاکر دو رکعت پڑھ کر خوب دعائیں مانگیں اور استغفار کریں۔ اس کے بعد نہایت وقار کے ساتھ روضہ اقدس کی طرف نیچی نگاہیں کرتے ہوئے جائیں۔ روضہ مبارک باب السلام کی طرف سے جائیں تو مسجد نبوی کے آخری دروازے سے تھوڑا پہلے بائیں ہاتھ پہ آئے گا۔ ریاض الجنۃ سے نکل کر بائیں ہاتھ کی طرف خلیفہ ثانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع کردہ مسجد میں بڑھیں گے تو بائیں ہاتھ پر ستون کے بعد جالیاں نظر آئیں گی' پہلی جالی والا حصہ گزار کر درمیان والے حصہ پر پہنچیں گے تو پہلی بڑے دائرہ والی کھڑکی روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ کی نشاندہی کرتی ہے' جہاں پر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اطہر اور چہرہ مبارک ہے' اس کو "مواجہ شریف" کہا جاتا ہے۔ اس کے بالکل سامنے چند فٹ دور فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہوجائیں' نظریں نیچی کرکے درج ذیل الفاظ میں ستر مرتبہ سلام پیش کریں۔ حدیث شریف کے مطابق اس انداز میں سلام پیش کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پر شفاعت واجب فرماتے ہیں۔

"صلی اللہ علیک وسلم یا سیدی یا رسول اللہ."

اس کے بعد سلام کے جو الفاظ یاد ہوں یا کتاب سے دیکھ کر خوب ذوق وشوق کے ساتھ سلام پیش کریں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں مانگیں۔ اپنی مغفرت کی شفاعت چاہیں' اپنے والدین اہل و عیال' عزیز واقارب' بیوی بچوں اور امت مسلمہ کے لئے خوب دعائیں کریں۔ آنسوؤں کا نذرانہ عقیدت پیش کریں:

گرا کر چار آنسو حال دل سب کہہ دیا ان سے
دیا مجھ کو زباں کا کام چشم خون فشاں تو نے

بار بار حاضری کی اجازت چاہیں' یہ تصور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام سماعت فرمارہے ہیں اور جواب مرحمت فرمارہے ہیں۔ اس کے بعد اپنے والدین' بیوی' بچوں اور دوست و احباب اور جن حضرات نے سلام پیش کرنے کے لئے کہا تھا ان کی طرف سے سلام پیش کریں یاد رکھیں کہ اگر آپ نے کسی سے سلام پہنچانے کا وعدہ کرلیا تھا تو آپ پر سلام پہنچانا واجب ہوگیا۔ اور اردو میں ان الفاظ سے سلام پہنچائیں:

"اے اللہ کے رسول! میرے والد محترم کی طرف سے سلام قبول فرمائیے' وہ شفاعت کے طلب گار تھے ان کے حق میں شفاعت فرمائیے۔"

اس طرح باری باری سب کی طرف سے سلام

پیش کرنے کے بعد اجتماعی سلام اس طرح کہیں ("والدمحترم" کی جگہ اس کا نام کہہ دیں)

"اے اللہ کے رسول! جن لوگوں نے مجھے سلام پہنچانے کا کہا تھا ان کی طرف سے سلام قبول فرمالیں۔"

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر اگلی دائرے والی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوکر خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

"السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ. السلام علیک یا سیدنا ابابکر الصدیق."

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر تیسری دائرے والی کھڑکی کے ساتھ کھڑے ہوکر خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

"السلام علیک یا خلیفۃ الثانی رسول اللہ. السلام علیک یا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ. السلام علیک یا ناطق بالصواب."

اس کے بعد ان دونوں کھڑکیوں کے درمیان کھڑے ہوکر دونوں خلفاً پر اجتماعی سلام ان الفاظ سے پڑھیں:

"السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ. السلام علیکما یا مشیری رسول اللہ. السلام علیکما یا صحیبنی رسول اللہ"

اس کے بعد اگر زیادہ رش نہ ہو اور موقع مل جائے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف پر آ کر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں اور تھوڑا سا ہٹ کر کے روضہ اقدس کی طرف پیٹھ نہ ہو قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں کریں۔ آٹھ نو دن آپ کا قیام ہوگا۔ روزانہ دو تین مرتبہ ضرور سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں' پتہ نہیں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران دوسرا اہم کام مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی ہے۔ یہاں پر ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے جبکہ مسلسل چالیس نمازوں کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے' اس لئے کوشش کریں کہ تکبیر اولی کے ساتھ ہر نماز صف اول یا اگلی صفوں میں ادا کریں۔ "ریاض الجنۃ" میں ہوجائے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اذان سے بہت پہلے مسجد میں داخل ہوں گے تو اچھی جگہ مل سکے گی۔ قیام مدینہ کے دوران تہجد مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزرنا چاہئے۔

مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ بہت ہی مبارک حصہ ہے۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حجرے اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ ریاض الجنۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب سب سے مبارک جگہ ہے' کیونکہ آپ کی سجدہ گاہ ہے۔ اس کے علاوہ "ستون حنانہ' ستون عائشہ' ستون وفود' اور ستون توبہ بھی قبولیت دعا کی جگہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توسیع والی محراب اور منبر مبارک سے متصل حصہ بھی مبارک ہے۔ "ریاض الجنۃ" کی نشانی یہ ہے کہ اس حصہ کے تمام ستون سنگ مرمر کے ہیں جن پر ہری دھاریاں ہیں اور فرش پر قالین کا رنگ لال کے بجائے سلیٹی ہے۔

مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ منورہ میں مسجد قباء' اسلام کی پہلی مسجد ہے' جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی اور پھر قباء آ کر دو رکعت ادا کیں اس نے گویا میرے ساتھ عمرہ ادا کیا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کا ثواب اس کو ملے گا) شہداء احد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مظلوم ترین شہید چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار اور میدان احد جو بہت ہی مبارک جگہ ہے' یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ' حضرت مصعب اور شہدائے احد کو سلام پیش کریں' ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ میدان جنگ خندق' مسجد قبلتین' مسجد علی رضی اللہ عنہ' وغیرہ میں جا کر زیارت کرنا اور دو رکعت ادا کرنا افضل و مستحب عمل ہے۔ جنت البقیع جا کر خلیفہ ثالث شہید مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت حلیمہ سعدیہ' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت حفصہ اور دیگر امہات المومنین' حضرت صفیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر پھوپھیاں' خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء' حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم' حضرت زینب' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت طیب' حضرت امام مالک' امام شافعی اور لاکھوں صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور مشائخ وعلماً کرام کے مزارات پر حاضری دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دعائیں مانگیں اور ان کا وسیلہ طلب کریں۔ چالیس نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الوداعی سلام پیش کرتے ہوئے فراق اور جدائی کے غم سے روتے ہوئے آئندہ کی حاضری کی استدعا کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے رخصت ہوں۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں اس کی بزم سے
دل کی تسکین کا مگر سامان اسی محفل میں ہے

☆☆..........☆☆

قربانی کا معنی ومفہوم اور مختصر تاریخ

تحریر: مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
مرسلہ: مولانا سیّد زین العابدین

قربانی کی ابتداء:

حلال جانور کو بہ نیت تقرب ذبح کرنے کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل وقابیل کی قربانی سے ہی شروع ہوجاتی ہے، یہ سب سے پہلی قربانی تھی، حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

”وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ.“ (المائدہ:۲۷)

ترجمہ:... ”اور آپ اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجئے، جب ان میں سے ہر ایک نے اللہ کے لئے کچھ نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔“

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہابیل نے مینڈھے کی قربانی کی اور قابیل نے کھیت کی پیداوار میں سے کچھ غلہ صدقہ کرکے قربانی پیش کی، اس زمانے کے دستور کے موافق آسمانی آگ نازل ہوئی اور ہابیل کے مینڈھے کو کھا لیا، قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔

(تفسیر ابن کثیر ۲/۵۱۸، مکتبہ فاروقیہ پشاور)

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا عبادت ہونا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے اور اس کی حقیقت تقریباً ہر ملت میں رہی۔ البتہ اس کی خاص شان اور پہچان حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کے واقعہ سے ہوئی، اور اسی کی یادگار کے طور پر اُمت محمدیہ پر قربانی کو واجب قرار دیا گیا۔

قربانی کی حقیقت قرآنِ کریم کی روشنی میں:

قرآن کریم میں تقریباً نصف درجن آیات مبارکہ میں قربانی کی حقیقت، حکمت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ حج میں ہے:

۱-۲:... ”وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ.“ (الحج:۳۶-۳۷)

ترجمہ:... ”اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادتِ الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر کیا ہے، ان میں تمہارے لئے اور بھی فائدے ہیں، سو تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کرکے ان پر اللہ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور فقیر کو بھی کھلاؤ، خواہ وہ صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوال کرتا پھرتا ہو، جس طرح ہم نے ان جانوروں کی قربانی کا حال بیان کیا، اسی طرح ان کو تمہارا تابع دار بنایا تاکہ تم شکر بجالاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لئے اس طرح مسخر کردیا ہے تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی، اور اے پیغمبر! مخلصین کو خوش خبری سنا دیجئے۔“

سورۃ حج ہی میں دوسرے مقام پر اسے شعائر اللہ میں سے قرار دیتے ہوئے اس کی عظمت بتائی گئی اور قربانی کی تعظیم کو دل میں پائے جانے والے تقویٰ خداوندی کا مظہر قرار دیا ہے۔

۳:... ”وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ.“ (الحج:۳۲)

ترجمہ:... ”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا یہ احترام دلوں کی پرہیزگاری سے ہوا کرتا ہے۔“

سابق انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں قربانی کا تسلسل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک پہنچتا ہے، جس کا طریقہ یہ تھا کہ قربانی ذبح کی جاتی اور وقت کے نبی علیہ السلام دعا مانگتے اور آسمان سے خاص کیفیت کی آگ اُترتی اور اُسے کھا جاتی جسے قبولیت کی علامت سمجھا جاتا تھا، قرآن کریم میں ہے:

۴:... ”اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ.“ (آل عمران:۱۸۳)

ترجمہ:... ”یہ لوگ ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول کی اُس وقت تک تصدیق نہ کریں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے کہ اُس کو آگ کھا جائے۔“

قربانی کی تاریخ پہلے اِنسان ہی سے شروع ہوجاتی ہے:

۵:... ”وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ۔“ (المائدۃ:۲۷)

ترجمہ:... ”اور آپ اہلِ کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجئے، جب اُن میں سے ہر ایک نے اللہ کے لئے کچھ نیاز پیش کی تو اُن میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی، اور دُوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔“

۶:... ”قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔“ (الانعام:۱۶۲)

آیت بالا کے تحت امام جصاص رازیؒ لکھتے ہیں:

”ونسکی: الاضحیۃ، لانھا تسمی نسکاً، وکذلک کل ذبیحۃ علی وجہ القربۃ الی اللہ تعالیٰ فھی نسک، قال اللہ تعالیٰ: ففدیۃ من صیام و صدقۃ و نسک۔“ (البقرۃ:۱۹۶)

ترجمہ:... ”نسک“ سے مراد قربانی ہے، اس لئے کہ اُس کا نام ”نسک“ بھی ہے، اسی طرح ہر وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ ”نسک“ کہلاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔“ (احکام القرآن ۳/۳۶)

قربانی کے اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز سے نماز کے تتمے کے طور پر یوں ذکر فرمایا: ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ“ ابن کثیر اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

”قال ابن عباس وعطاء ومجاھد وعکرمۃ والحسن: یعنی بذلک نحر البدن ونحوھا، وکذا قال قتادۃ ومحمد بن کعب القرظی، والضحاک والربیع وعطاء الخراسانی والحکم واسماعیل بن ابی خالد وغیر واحد من السلف۔“ (ابن کثیر ۶/۵۵۶، مکتبہ فاروقیہ پشاور)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عطاء، مجاہد، عکرمہ رحمہم اللہ سمیت متعدد مفسرین فرماتے ہیں کہ ”وانحر“ سے اُونٹ کا ”نحر“ ہی مطلوب ہے جو قربانی کے لئے جانے والے جانوروں سے بڑا جانور ہے۔“

اس سے فقہاء نے مسئلہ بھی اخذ فرمایا ہے کہ عیدالاضحی پڑھنے والے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ نماز عید پہلے ادا کرلیں، اس کے بعد قربانی کریں، جن لوگوں پر عید کی نماز فرض ہے، اگر اُنہوں نے عید سے پہلے قربانی کردی تو اُن کی قربانی نہیں ہوگی۔

۸:... ”لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔“ (الحج:۲۸)

ترجمہ:... ”تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدوں کی غرض سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ دِنوں رُوقت میں خدا کا نام لیں جو خدا نے ان کو عطاء کیے ہیں، سوائے اُمتِ محمدیہ! تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔“

اس آیت میں بھی قربانی ہی کا ذکر ہے۔ ہر قوم میں نسک اور قربانی رکھی گئی، جس کا بنیادی مقصد خالق کائنات کی یاد، اس کے احکام کی بجاآوری اس جذبے کے ساتھ کہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا اور دین ہے، یہاں بھی اِنسان کی قلبی کیفیت کا ایسا اِنقلاب مقصود ہے کہ وہ مال ومتاع کو اپنا نہ سمجھے بلکہ دل وجان سے اس عقیدے کی مشق کرے کہ حق تعالیٰ ہی اس کا حقیقی مالک ہے، گویا قربانی کا عمل فتنۂ مال سے حفاظت کا درس دیتا ہے۔

۹:... ”وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ۔“ (الحج:۳۴)

ترجمہ:... ”اور ہم نے ہر اُمت کے لئے اس غرض سے قربانی کرنا مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں کو قربان کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں، جو اللہ نے ان کو عطا کیے تھے۔“

قربانی احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

۱:... ”عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ اتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا وظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا۔“ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ:... ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابن آدم (اِنسان) نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جو اللہ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ ہو، اور

قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہوا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے، لہٰذا تم اس کی وجہ سے (قربانی کرکے) اپنے دلوں کو خوش کرو۔"

۲:..."عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ قال: قال اصحاب رسول اللّٰہ: یا رسول اللّٰہ! ما ہذہ الاضاحی؟ قال: سنۃ ابیکم ابراہیم علیہ السلام، قالوا: فما لنا فیہا یا رسول اللّٰہ؟ قال: بکل شعرۃ حسنۃ، قالوا: فالصوف؟ یا رسول اللّٰہ! قال: بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔"

(مشکوٰۃ:۱۲۹)

ترجمہ:..."حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ (یعنی اُن کی سنت) ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ پھر اس میں ہمارے لئے کیا (اجر وثواب) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی، اُنہوں نے عرض کیا کہ (دُنبہ وغیرہ اگر ذبح کریں تو اُن کی) اُون (میں کیا ثواب ہے؟) فرمایا: کہ اُون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔"

۳:..."عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی یوم اضحی: ما عمل آدمی فی ہذا الیوم افضل من دم یہراق الا ان یکون رحماً توصل۔"

(الترغیب والترہیب:ج۲ ص۲۷۷)

ترجمہ:... "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحی کے دن ارشاد فرمایا: آج کے دن کسی آدمی نے خون بہانے سے زیادہ افضل عمل نہیں کیا، ہاں! اگر کسی رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک اس سے بڑھ کر ہوتو ہو۔"

۴:..."عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا فاطمۃ! قومی الی اضحیتک فاشہدیہا، فان لک باول قطرۃ تقطر من دمہا ان یغفرلک ما سلف من ذنوبک۔ قالت: یا رسول اللّٰہ! النا خاصۃ اہل البیت أو لنا وللمسلمین؟ قال: بل لنا وللمسلمین۔"

ترجمہ:..."حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنی قربانی کے پاس رہو (یعنی اپنی قربانی کے ذبح ہوتے وقت قریب موجود رہو) کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے کے ساتھ ہی تمہارے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا! اللہ کے رسول! یہ فضیلت ہم اہل بیت کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کے لئے بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے بھی ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی۔"

۵:..."عن علیؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: یا فاطمۃ! قومی فاشہدی ضحیتک، فان لک باول قطرۃ تقطر من دمہا مغفرۃ لکل ذنب، ما انہ یجاء بلحمہا ودمہا توضع فی میزانک سبعین ضعفا. قال ابو سعید: یا رسول اللّٰہ! ہذا لآل محمد خاصۃ، فانہم اہل لما خصوا بہ من الخیر، و للمسلمین عامۃ؟ قال: لآل محمد خاصۃ، وللمسلمین عامۃ۔"

(الترغیب والترہیب:ج۲ ص۲۷۷-۲۷۸)

ترجمہ:..."حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنی قربانی کے پاس (ذبح کے وقت) موجود رہو، اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی تمہارے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے، یہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور تمہارے ترازو میں ستر گنا (زیادہ) کرکے رکھا جائے گا، حضرت ابوسعیدؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فضیلت خاندانِ نبوت کے ساتھ خاص ہے جو کسی بھی خیر کے ساتھ مخصوص ہونے کے حق دار ہیں یا تمام مسلمانوں کے لئے ہے؟ فرمایا: یہ فضیلت آلِ محمد کے لئے خصوصاً اور عموماً تمام مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔"

۶:..."عن علی رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: یا أیہا الناس! ضحوا واحتسبوا بدمائہا، فان الدم وان وقع فی الارض، فانہ یقع فی حرز اللّٰہ عز وجل۔" (ایضاً:۲۷۸)

ترجمہ:..."حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم قربانی کرو اور ان قربانیوں کے خون پر اجر وثواب کی اُمید رکھو، اس لئے کہ (اُن کا)

خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے، لیکن وہ اللہ کی حفظ داماں میں چلا جاتا ہے۔“

۷:...”عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما انفقت الورق فی شئی حب الی اللّٰہ من نحر ینحر فی یوم عید.“ (ایضاً)

ترجمہ:...”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاندی (یا کوئی بھی مال) کسی ایسی چیز میں خرچ نہیں کیا گیا جو اللہ کے نزدیک اُس اُونٹ سے پسندیدہ ہو جو عید کے دن ذبح کیا گیا۔“

۸:...”عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من وجد سعة لان یضحی فلم یضح، فلایحضر مصلانا.“ (ایضاً)

ترجمہ:...”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔“

۹:...”عن حسین بن علیؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ضحی طیبة نفسه محتسباً لاضحیته کانت له حجاباً من النار.“ (ایضاً)

ترجمہ:...”حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوش دلی کے ساتھ اجر وثواب کی اُمید رکھتے ہوئے قربانی کرے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے رُکاوٹ بن جائے گی۔“

(جاری ہے)

دین اور اہل دین کو مٹانے کی سازش

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

یہ زمانہ ڈپلومیسی اور چال بازی کا ہے، جس مخالف اور بزعم خود دُشمن طبقہ اور اس کے مراکز کے خلاف جنگ کرنی ہوتی ہے، میدانِ حرب وضرب اور جبر واستبداد میں گرم جنگ لڑنے سے برسوں پہلے میدانِ صحافت میں سرد جنگ لڑی جاتی ہے، یعنی پہلے اس کے خلاف اخبارات ورسائل میں مضامین ومقالات شائع ہوتے ہیں تاکہ زمین یعنی رائے عامہ کو اس کے خلاف ہموار کرلیا جائے، اس کے بعد حکومت کی ”کنٹرولنگ مشینری“ حرکت میں آتی ہے اور ابتدا میں صرف حکومت سے ”ریگولیشن“ یعنی الحاق کی دعوت دی جاتی ہے، ساتھ ساتھ ”ایڈ“ یعنی مالی امداد کا لقمہ چرب وشیریں اربابِ مراکز ومدارس کے منتظمین کے سامنے ڈالا جاتا ہے، اگر یہ حربہ کامیاب نہیں ہوتا تو پھر قانون کے ذریعے ریگولیشن یعنی الحاق پر مجبور کیا جاتا ہے، اس کے بعد نصاب اور درسی کتابوں میں کتر و بیونت کی جاتی ہے، قدیم علوم کی ٹھوس قابلیت پیدا کرنے والی کتابیں نکال کر ان کی جگہ عصری علوم وفنون کی کتابیں لائی جاتی ہیں، اس طرح دینی علوم کی جان تو نکال ہی لی جاتی ہے، اسی کے ساتھ ان ملحقہ مدارس کی سندوں کو وزارتِ تعلیمات سے منظور کرادیا جاتا ہے اور سرکاری ونیم سرکاری تعلیمی وغیر تعلیمی اداروں میں ملازمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ طلبا کے لئے لقمہ چرب وشیریں ڈالا جاتا ہے اور پورے ملک سے ماہرینِ علوم دینیہ کو کھینچ لینے اور آزاد عربی مدارس کو ویران کردینے کی غرض سے ان نیم سرکاری یا سرکاری درس گاہوں میں کام کرنے والے ماہرین ومحققین علوم دینیہ کے لئے گراں قدر مشاہروں اور الاؤنسز کے اعلان کیے جاتے ہیں، ان کی سالانہ ترقی اور تنخواہ کے منہ میں پانی بھرلانے والے گریڈ مقرر کیے جاتے ہیں، یہ آزمودہ کار علماء ومحققین کے زبان وقلم کو حکومت کے خلاف بولنے اور لکھنے سے باز رکھنے کے لئے طلائی زنجیریں تیار کی جاتی ہیں۔

ان تدبیروں کے بعد بھی جو دین کو دنیا پر ترجیح دینے والے علماءِ حق اور آزاد مدارسِ دینیہ عربیہ کے اساتذہ ومبلغین اور واعظین وخطباء اس دامِ ہم رنگ زمین میں گرفتار ہوکر اپنی کلمۂ حق کہنے کی آزادی قربان نہیں کرنا چاہتے، ان کے خلاف حکومت کا قانون حرکت میں آتا ہے، اوّل ان کی بقدرِ کفاف روزی پر حملہ کیا جاتا ہے اور ڈپٹی کمشنر کی منظوری کے بغیر پبلک سے چندہ وصول کرنا قانوناً ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے، پھر ان کے گوشۂ عافیت پرورش ہوتی ہے اور محکمہ اوقاف کے ذریعے یادگارِ صفہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یعنی مدارسِ عربیہ اور مکاتبِ دینیہ کی عمارتوں پر قبضہ کرکے انہیں خانماں برباد کردیا جاتا ہے، خدا کے گھروں یعنی مسجدوں پر قبضہ کیا جاتا ہے اور محکمہ اوقاف کے ذریعے غیر سند یافتہ مؤذنین، ائمہ اور خطباء کے لئے مسجدوں کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ اوقاف کی قائم کردہ منتظمہ کمیٹی کے سیکریٹری سے اعلان کرادیا جاتا ہے کہ سیکریٹری کی اجازت کے بغیر کوئی بھی عالمِ دین مسجد میں وعظ نہیں کہہ سکتا، پبلک جلسوں میں علماءِ حق کو جلسوں سے روکنے کے لئے ”دفعہ ۱۴۴“ لگادی جاتی ہے۔ ان علماء ومبلغین وواعظین کو، جن سے حکومت کے خلاف بولنے کا خطرہ ہوتا ہے، کسی خاص علاقہ میں، ان کی بستی میں، یا گھروں میں قانون ”تحفظِ امن عامہ“ کے تحت نظر بند کردیا جاتا ہے یا زبان بندی کردی جاتی ہے اور جن علمائے حق کے ملک میں موجود ہونے کو ہی حکومت اپنے مفاد کے لئے مضر سمجھتی ہے، اُن کو جلاوطن کردیا جاتا ہے۔ تاآں کہ علمائے حق کے پاس قانون شکنی کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہتا اور وہ قانون شکنی پر آمادہ ہوجاتے ہیں، تب گرم جنگ شروع ہوتی ہے اور جیلوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر جیلوں کی وحشیانہ اور ننگِ انسانیت ایذا رسانیاں بھی اُن کو حق بات کہنے سے نہیں روک سکتیں تو حکومتیں اُن کو سولی پر چڑھادینے میں بھی دریغ نہیں کرتیں اور علماءِ حق امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کی سنت کو بے دریغ زندہ کرتے ہیں اور قید وبند کی تمام تر سختیوں بلکہ موت فی سبیل اللہ کو بھی لبیک کہتے ہیں۔

یہ ہوتے ہیں علمائے حق پیدا کرنے والی علوم دینیہ کی درس گاہوں اور علماءِ حق کے بابرکت وجود کو کسی روئے زمین سے مٹانے کے دو سالہ اور پنج سالہ منصوبے اور ان کے مختلف مرحلے، سادہ لوح عوام اُن سے قطعاً ناواقف ہیں، مگر علماءِ حق اُن سے خوب اچھی طرح واقف ہیں، اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی راہ میں ہر مزاحمت کا مقابلہ کرنے اور ہر ظلم وجور کو سہنے اور ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، مگر کسی مرحلہ پر بھی علوم دینیہ کی حفاظت کا فرض انجام دینے اور حکومت کے اثر سے آزاد دینی خدمت انجام دینے کی سعادت سے کسی قیمت پر بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ”وما توفیقنا الا باللّٰہ، ھو مولانا، نعم المولیٰ و نعم النصیر۔“ (بصائر وعبر جلد۲،۲۲۳)

حج و قربانی.....تسلیم و خود سپردگی

مولانا شمس الحق ندوی

رمضان المبارک میں مسلمانوں کو، مردوں اور عورتوں سب کو، جو عاقل و بالغ ہوں، بیمار اور بہت زیادہ بوڑھے نہ ہوں کہ بھوک ذرا دیر بھی برداشت نہ کرسکیں، روزہ رکھنے کا حکم تھا، اس روزہ سے مقصود صرف بھوکا رہنا نہ تھا، بلکہ اس سے ایک خاص روحانی تربیت مقصود تھی کہ جس طرح بندہ نے زندگی کے سارے مشاغل و ہنگاموں کے ساتھ پورا ایک مہینہ ہر قسم کی احتیاط کے ساتھ گزار لیا، غیبت و بدکلامی سے پرہیز کیا، کسی کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے، کسی کا حق مارنے اور دھوکا دینے سے احتیاط کی، غریبوں اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنے میں حوصلہ مندی دکھائی، ناچ گانے اور دیگر فحش کاموں سے بچا، اگر وہ ہمت سے کام لے اور تھوڑے سے عزم کا مظاہرہ کرے تو پوری زندگی اسی طرح گزار سکتا ہے اور دنیا کی دیگر بے لگام قوموں کے درمیان ایک ایسے مثالی اور دلکش انسانی سماج و معاشرہ کا نمونہ پیش کرسکتا ہے، جس کا ہر فرد دوسرے فرد کا ہمدرد و بہی خواہ ہوتا ہے، رات کے اندھیروں میں بھی، گھروں کے دروازے کھلے رہتے ہیں اور سب کچھ محفوظ رہتا ہے، نہ چوری ہے، نہ ڈاکا بلکہ اس سماج کا ہر فرد سپاہی و چوکیدار ہے، جب ہر فرد سپاہی و چوکیدار کا رول ادا کرے تو چوری و ڈاکا کی ہمت کون کرے گا؟ اس نمونہ کی بستی میں اگر کوئی ایک بیمار پڑے تو پورا محلہ اس مریض کے لئے فکر مند نظر آتا ہے، کوئی فقر و بدحالی سے دوچار ہو تو ہر ایک رات کے اندھیرے میں چپکے سے اس کی مدد کو حاضر، سفر میں ہو تو پورے محلہ کے لوگ اس کے گھر بار اور بال بچوں کے ہر کام کو انجام دینے کے لئے تیار، غرض یہ کہ ہر ایک دوسرے کا ہمدرد و خیر خواہ، ہر چہار طرف محبت و خوش اخلاقی اور سکون و اطمینان کا ماحول۔

رمضان گزر جاتا ہے تو سال بھر کے بعد آتا ہے جو مشق و تربیت ہوئی تھی، اگر مختلف طریقوں سے اس کو تازہ نہ کیا جاتا رہے تو انسان جس میں بھول و غفلت کا مادہ ہے: **"الانسان مرکب من الخطا والنسیان"** دنیا کے جھمیلوں میں جہاں جہاں طرح طرح کے خطرات کبھی جاہ و منصب کی شکل میں، کبھی شہرت و ناموری کی صورت میں، کبھی حرام و حلال کی تمیز کے بغیر بے تحاشا مال و دولت جمع کرنے کی حرص و ہوس کی شکل میں سامنے آکر رمضان المبارک کی تربیت کے اثر کو کمزور کرنے لگتے ہیں، لہٰذا دوسرے عنوان اور دوسری صورت میں اس تربیت کو باقی رکھنے کا خدائی انتظام کیا جاتا ہے۔

یہ نظام حج و قربانی کی صورت میں رمضان المبارک کے صرف سوا دو ماہ کے بعد آجاتا ہے۔ حج اگرچہ ہر مسلمان نہیں کرسکتا اور نہ ہی ہر ایک کو ہر سال اس کا مکلف بنایا گیا، لیکن اس سے عشق و سرمستی کی ایک فضا ضرور قائم ہوجاتی ہے، جو مسلمان حج کو نہیں جاسکے، اب ان میں جو صاحب نصاب ہیں، ان پر قربانی فرض کرکے اور حج کے ان دنوں میں پہلی ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک جب تک اپنی قربانی نہ کرلیں، حاجیوں کی مشابہت و مماثلت اپنانے اور اس یاد کو یاد حرم سے دور رہتے ہوئے بھی تازہ کرنے کے لئے بال کٹوانے، ناخن ترشوانے سے رُکے رہتے ہیں جو مسلمان قربانی کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے، ان کے لئے ان دس دنوں کی خیر و برکت روزہ اور نوافل کے ذریعہ حاصل کرنے کے لئے رحمت خداوندی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

قربانی میں بظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ایک جانور ذبح کررہا ہے، لیکن حقیقت قربانی کچھ اور ہی ہے، جو بندۂ مومن کی تربیت کے لئے اپنے اندر بڑے رموز و اسرار کی حامل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح و قربان کردینے کا جو حکم ملا تھا وہ جسمانی قربانی سے بڑھ کر رمز تھا، بڑی روحانی قربانی کا، انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ اپنی اولاد عزیز ہوتی ہے، حتیٰ کہ ایک وقت اس کی زندگی کی ساری تگ و دو اولاد ہی کے لئے مرکوز ہوکر رہ جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلا دینا رمز تھا، اس کا کہ ان کی پوری زندگی احکام خداوندی کی تعمیل کے لئے وقف ہے، چنانچہ وہ اپنے ہرے بھرے اور شاداب و سدا بہار ملک شام کو چھوڑ کر مکہ کی بے آب و گیاہ سرزمین میں آباد ہوئے اور اللہ کا نام بلند کرنے اور اس کے گھر کو بندوں کی جبینوں سے آباد کرنے کے لئے وہیں رہ پڑے اور ان کی اولاد بعثت نبوی تک وہیں آباد رہی حتیٰ کہ نبوت کا بدر کامل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل

میں وہیں چپکا اور ساری دنیا کو چپکا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ قربانی آنے والی نسلوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی لہٰذا اس یاد کو زندہ رکھنے کے لئے جانور کی قربانی فرض کردی گئی کہ جب بندہ مومن قربانی کرے تو وہ ذبح عظیم اس کے سامنے تازہ ہوجائے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی کو اللہ کے نام پر اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزار کر پیش کی کہ ہر بندہ مومن اس نمونہ کو تازہ کرے اس کو نمونہ بنا کر اللہ کے نام کو روشن کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردے، اگر جاہ ومنصب کی طلب اس کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو تو اس کو خیر باد کہے، شہرت ونمود کا شوق اس راہ میں حارج ہو رہا ہو تو اسے بھی چھوڑ دے، مال ودولت کی طلب ولالچ اس راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو بلکہ اس زبردست قربانی کو داغ لگا رہی ہو تو اس سے بھی ہاتھ جھاڑ لے۔

آج اگر ہم اس آئینہ میں اپنی تصویر دیکھنا چاہیں تو ہماری صورت بہت بگڑی ہوئی نظر آتی ہے، عوام تو عوام، خواص کا یہ حال ہے کہ اپنی انا کے لئے، اپنی شہرت وناموری کو بچانے یا اس کو حاصل کرنے کے لئے، اسی طرح حصول مال وزر اور شان وشوکت کے لئے اگر ملت کے بڑے سے بڑے مفاد کو قربان کردینا پڑے تو اس میں باک نہیں ہوتا، کہاں وہ روحانی قربانی کہ جس کے لئے سب کچھ قربان کردیا گیا اور کہاں یہ عالم کہ چند روزہ زندگی کے مفاد وناموری کے لئے اس بڑی قربانی ہی کو قربان کردیا جائے، اس سیاق میں اگر ہم اپنی عید قرباں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ جانور کی شکل میں مادی وجسمانی قربانی تو ہم کرتے ہیں مگر روحانی قربانی کا خیال تک نہیں آتا، کتنا افسوسناک ہے ہمارا یہ حال کہ جانور کی قربانی تو سال میں ایک بار کرتے ہیں اور معنوی وروحانی قربانی کو ہمہ وقت قربان کرتے رہتے ہیں، پھر قربانی کے وہ فوائد کہاں سے ہوں جن کے لئے جانور کی یہ قربانی فرض کی گئی ہے۔

ہم نے قربانی کی صورت کو تو اپنایا ہے، مگر اس کی حقیقت کو نظر انداز کردیا ہے، اسی لئے ہم اپنے ہر منصوبہ میں ناکام بلکہ دوسروں کے غلام بے دام بنے ہوئے ہیں یا بن جاتے ہیں۔

☆☆..............☆☆

قرآن مجید کے سوا آج کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام ۱۷/اگست ۲۰۱۵ء بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد الہدیٰ قذافی ٹاؤن لانڈھی میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ تلاوت قاری اکرام اللہ جبکہ مولانا احسن رحیا الحسینی نے حمد ونعت پیش کی۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس ہے، ہمارے ایمان کی روح اور جان ہے، اگر اس ایمانی عقیدے کو نہیں اپناتے یا ہم اس کا تحفظ نہیں کرتے تو یاد رکھئے کہ ایمان باقی نہیں رہے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت آدم سے پہلے کوئی نبی نہیں اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اللہ رب العزت نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ قرآن مجید میں صرف ۲۶ یا ۲۷ انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ملتا ہے، ان کے علاوہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کا کسی کو پتہ نہیں تو ان انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات کا کسی کو کیا پتہ ہوگا؟ ان کے اہل بیت، ان کے صحابہ میں، ان کی تاریخ کے بارے میں، ان کی سنن کے بارے میں، ان کے طریقہ کار، ان کی سیرت، ان کی زندگی، ان کی صورت کے بارے میں کسی کو کیا پتہ ہوگا۔ اس کے برعکس آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دیکھئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے حالات، آج امت کے پاس موجود ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر سیدنا آدم علیہ السلام تک کا پورا سلسلہ نسب امت کے پاس موجود ہے۔ تئیس سالہ دور نبوت میں کوئی ایسی بات نہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہو اور وہ آج امت کے پاس موجود نہ ہو۔ آج پوری دنیا کا سروے کریں سوائے قرآن مجید کے آپ کو کوئی آسمانی کتاب، کوئی صحیفہ اپنی اصل حالت میں نہیں ملے گا، یہ برکت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی دوسرے نبی کو آنا ہوتا تو آج قرآن کا وہی حال ہوتا جو دوسری آسمانی کتابوں کا ہے۔ کانفرنس حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے دعائیہ کلمات سے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا عنایت اللہ قاضی، مولانا مفتی عبدالحمید بدری، مولانا نورالرحیم، مولانا گل رحیم، مولانا مختار احمد ودیگر علماء کرام اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

علاوہ ازیں تین روزہ ختم نبوت کورس ۲۱ تا ۲۳/اگست بروز جمعہ تا اتوار جامع مسجد نور، لال کوٹھی اسٹاپ مانسہرہ کالونی لانڈھی میں منعقد ہوا۔ اس کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن اور مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے درس دیئے۔ کورس میں کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ اسی طرح ترتیبی نشست بعنوان ''تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت'' ۲۸/اگست بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام جامع مسجد بسم اللہ اولڈ مظفر آباد کالونی لانڈھی میں منعقد ہوئی، جس میں مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کیا۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا

خانقاہ سراجیہ سے تعلق ونسبت

حضرت مولانا ابوسعد خلیل احمد مدظلہ

زبدۃ المحدثین، استاذ العلما شیخ الحدیث استاذی المکرم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نوراللہ مرقدہٗ کا سانحہ ارتحال کسی بڑے صدمے سے کم نہ تھا، جس سے جہاں عوام الناس حالت سکتہ میں تھے، وہاں خواص، علماء کرام، قراٌ عظام، طلبا عزیز بھی پُرنم آنکھ افسردہ چہرہ اور غمزدہ دل کے ساتھ ورطہ حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے، ایسا کیوں نہ ہوتا جس شخصیت کا سانحۂ ارتحال ہے وہ اگر چہ تھی تو مجسمہ بشریت لیکن اپنے اخلاق عالیہ واوصاف حمیدہ، علم، عمل، تقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، مجاہدہ، تواضع، انکسار المزاجی، تصوف، شان مربیت، شان قیادت، شان درس وتدریس، شان افہام وتفہیم، تصنیف وتالیف، اشاعت وتبلیغ، اصلاح وارشاد، محافظت ودفاع دین، تردید ادیان باطلہ وفرق باطلہ کی وجہ سے منبع نور تھی، جس سے نور کی کرنیں انسانیت کے قلب وقالب کومنور وروشن کرتی تھیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ دائمۃ۔

خانقاہ سراجیہ حضرت شیخ لدھیانویؒ:

حضرت الاستاذ شیخ لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ اور خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کا تعلق صرف اصلاح وارشاد کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ کئی نسبتیں اس تعلق میں پنہاں ہیں۔

نسبت اولیٰ:

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ ثانی، نائب قیوم زماں، صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ تھے۔ جنہوں نے دیوبند سے فراغت کے بعد چودہ پندرہ سال بانی خانقاہ سراجیہ، قیوم زماں، ہادی دوراں، حضرت اعلیٰ مولانا احمد خان نوراللہ مرقدہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی خدمت میں گزارے، سفر وحضر کے ساتھی تھے، تحصیل کمالات باطنی کے بعد مجاز طریقت ہوئے۔ اپنے شیخ کی ذات میں ایسے فنا ہوئے کہ طویل مدت میں ایک دوبار اپنے وطن سلیم پور لدھیانہ والدین اور اہل وعیال کو ملنے گئے ہوں گے۔

حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش:

حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہؒ بن میاں نور محمد بن میاں قطب الدین کی پیدائش موضع سلیم پور سدھواں تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ ہے۔ تاریخ پیدائش ۱۵راکتوبر ۱۹۰۵ء بمطابق ۱۳۲۲ھ۔

جائے پیدائش حضرت الاستاذ شیخ لدھیانویؒ:

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی پیدائش بھی موضع سلیم پور تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ کے ایک دینی گھرانے میں ۱۵رجون ۱۹۳۴ء میں ہوئی، دونوں بزرگ ہم علاقہ، ہم وطن تھے۔ پھر حضرت شیخ ثانی کا مستقل مستقر خانقاہ شریف قرار پایا، اس وجہ سے حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا خانقاہ شریف سے گہرا تعلق اور کثرت سے آنا جانا رہا ہے۔

آپ بیتی فقیر:

خود فقیر ابوالسعد خلیل احمد نے بھی شوال ۱۹۸۰ء میں باب العلوم میں داخلہ لیا، کئی ماہ تک آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور علمی وعملی اکتساب فیض کیا، قبلہ حضرت والد صاحبؒ کی حیات طیبہ میں اور وفات کے بعد حضرت الاستاذ سے شرف زیارت وملاقات رہا ہے، بالخصوص اجتماعات باب العلوم اور کانفرنس ہائے ختم نبوت چناب نگر وغیرہ میں تو شرف زیارت کا عجیب سماں رہا ہے۔

فقیر کی آخری ملاقات:

حضرت الاستاذ سے فقیر کی آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب ۲۹رنومبر ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بورے والا میں عزیزم حسان زاہد صاحب کے نکاح میں شرکت ہوئی، جہاں حضرت الاستاذ بھی تشریف فرما تھے۔ اسی ملاقات میں اپنے ادارہ جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں ہونے والی تقریب سعید ختم بخاری شریف کی تاریخ نوٹ کرائی گئی، جو ۲۶ راپریل ۲۰۱۵ء تھی، جس تاریخ پر حضرت الاستاذ نے تشریف لاکر بخاری شریف کی آخری حدیث پر بیان فرمانا تھا لیکن اجل نے مہلت نہ دی، آپ اس سے پہلے ہی سفر آخرت کی طرف رخت سفر باندھ کر چل دیئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

نسبت ثانیہ:

خانقاہ شریف کے مسند نشین ثالث قطب الاقطاب شیخ المشائخ قبلہ والد گرامی نوراللہ مرقدہ سے بھی حضرت شیخ لدھیانوی کا بہت گہرا تعلق تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت الاستاذ کا پورا خاندان بالخصوص حضرت کے بڑے بھائی حافظ امیر علی صاحب حضرت والا کے دست اقدس پر بیعت تھے۔

نسبت ثالثہ:

بانی دارالعلوم کبیر والا، مسند تدریس کے شاہسوار حضرت مولانا عبدالخالقؒ، حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ کے خلیفہ مجاز تھے، جو حضرت الاستاذ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دارالعلوم کبیر والا لائے تھے، اس تعلق کی وجہ سے بھی حضرت خانقاہ شریف کثرت سے تشریف لاتے تھے۔

نسبت رابعہ:

حضرت قبلہ والد گرامی مولانا خان محمد قدس سرہ دارالعلوم کبیر والا کی مجلس شوریٰ کے بلکہ دارالعلوم کے بھی سرپرست تھے، کچھ ناموافق حالات کی وجہ سے قبلہ والد گرامی نے مشورہ دیا کہ آپ دارالعلوم کبیر والا چھوڑ دیں میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں، ان شاء اللہ! بہتر جگہ عطا ہوگی بحمد اللہ! حضرت کی دعاؤں سے باب العلوم کہروڑ پکا کا انتخاب ہوا، پھر پہلے سال ہی برادر کبیر صاحبزادہ حضرت عزیز احمد مدظلہ اور ان کے رفقاء کو باب العلوم کہروڑ پکا تعلیم کے لئے بھیجا۔

نسبت خامسہ:

مرکز رشد و ہدایت خانقاہ سراجیہ صرف زمام اصلاح وارشاد ہی سنبھالے ہوئے نہیں بلکہ تعلیم وتعلم کی معیاری دینی درس گاہ بھی ہے جو جامعہ عربیہ سعدیہ کے نام سے موسوم ہے جو عمر میں خانقاہ سراجیہ کی عمر کے مساوی ہے، یعنی دونوں کی بنیاد اکٹھے رکھی گئی۔ روز اول سے شعبہ قرآن کے ساتھ ساتھ شعبہ کتب بھی جاری ساری رہا (موقوف علیہ، درجہ مشکوٰۃ) تک تمام درجات مکمل چلتے رہے۔

ایک بار حضرت الاستاذ ختم مشکوٰۃ شریف پر تشریف لائے، بیان فرمایا اور ساتھ یہ خواہش بھی ظاہر فرمائی کہ جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں دورۂ حدیث شریف بھی شروع ہونا چاہئے، اللہ جل شانہ نے حضرت کی خواہش کو ایسی پذیرائی عطا فرمائی کہ آئندہ سال سے جامعہ عربیہ سعدیہ میں دورۂ حدیث شریف بھی شروع ہوگیا، بحمد اللہ! امسال ۱۴۳۶ھ دورۂ حدیث شریف کا چوتھا سال ہے۔ اللھم زد فزد

اختتام صحیح بخاری شریف پر ہر سال تشریف لاتے اپنی زیارت اور بیان سے عوام وخواص کے دل بہلاتے۔

انتخاب کیا تھا:

باب العلوم کہروڑ پکا کو علمی وعملی دنیا میں ایسا مقام حاصل ہوا کہ ملک کے جامعات میں اس کا شمار ہوا، حضرت الاستاذ نے ۴۳ سال باب العلوم کہروڑ پکا میں علم وعرفان، تحقیق وتدقیق کے موتی بکھیرے، اس عرصہ میں حضرت قبلہ والد صاحب کے ساتھ ربط وتعلق مضبوط رہا اور استاذ صاحب قبلہ والد گرامی کو اپنے مشائخ کے درجہ میں سمجھتے تھے اور، ادھر والد صاحب نے بھی اپنی رفاقت کا حق ادا کیا اور باب العلوم کہروڑ پکا کو اپنی دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔ اجلاس ہائے باب العلوم کی صدارتیں فرمائیں۔ آخری عمر میں جب حضرت والد گرامی قدس سرہ علیل ہوگئے، ہمہ قسمی اسفار موقوف ہوگئے، تو باب العلوم کے سالانہ جلسے کے لئے حضرت الاستاذ کہروڑ پکا سے حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب کو خانقاہ سراجیہ بھیجتے تاکہ جلسہ کے لئے دعاؤں کی درخواست کرآئیں۔

حضرت الاستاذ کا حسن اعتقاد:

جب بھی خانقاہ شریف کی طرف سفر فرماتے تو حضرت قبلہ والد صاحبؒ کی زیارت کے لئے ضرور تشریف لاتے. درخانقاہ شریف کے متعلق فرماتے کہ خانقاہوں میں صرف خانقاہ سراجیہ ہی ایسی خانقاہ ہے جو اب تک اپنے اکابر کے ورثے کو لئے آرہی ہے بحمد اللہ! بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا احمد خان صاحبؒ سے لے کر اب تک وقت کے امام اور جید علماء کرام زمام خانقاہ سراجیہ کو تھامے آرہے ہیں کہ راہ سنت سے سرمو انحراف نہ ہونے دیا۔

قبلہ والد گرامی کی مسلکی پختگی:

حضرت الاستاذ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مسلک پر پختگی دیکھنی ہو تو حضرت خواجہ خان محمد صاحب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قبلہ والد صاحب کے شیخ نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ کی اہلیہ خانیوال میں وفات پاگئیں تھیں، ان کی تدفین خانقاہ سراجیہ میں ہونا تھی، ایک جنازہ خانیوال میں ہوا، دوسرا خانقاہ میں حضرت قبلہ نے پڑھانا تھا۔ حضرت ثانی کے فرزند لالہ جی محمد عابدؒ نے جو اپنی والدہ کے ولی تھے، خانیوال میں موجود ہونے کے باوجود نماز جنازہ نہ پڑھا کہ میں حضرت کی اقتدا میں خانقاہ سراجیہ میں پڑھوں گا، جب میت خانقاہ سراجیہ لائی گئی اور حضرت والد صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک جنازہ پہلے ہو چکا اور بھائی عابد صاحب جنازہ کے وقت موجود تھے تو حضرت والد گرامی نے جنازہ پڑھانے سے انکار کردیا کہ احناف کے نزدیک جنازہ ثانی جائز نہیں۔

نسبت سادسہ:

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر پہرہ دار و چوکیدار ہے، کوئی بدباطن منکر ختم نبوت کہیں سے سر اٹھاتا ہے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہاب ثاقب بن کر اس کو بھسم کرنے میں تیر بہدف ہوتی ہے۔ جماعت کے امراء مرکزیہ میں ایک نام میرے والد گرامی خواجہ خواجگان قبلہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا ہے، جنہوں نے نصف صدی تک مجلس کی سیادت وقیادت فرمائی اور امیر مرکزیہ کی حیثیت سے نیر تاباں رہے۔ ۵ مئی ۲۰۱۰ء کو حضرت والد گرامی کا انتقال ہوگیا تو حضرت الاستاذ مجلس کے ساتویں مرکزی امیر منتخب ہوئے۔ فقیر سمجھتا ہے کہ اس منصب جلیلہ پر تمکن کا جہاں خداداد صلاحیت، اخلاص وتقویٰ، باعث بنا وہاں والد گرامی کے ساتھ عقیدت، احترام و تعلقات بھی سبب بنے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آج استاذ ذی وقار ہم میں موجود نہیں، لیکن ان کے افکار و مقالات، ملفوظات ومکتوبات، اخلاص بھری ادائیں وصدائیں موجود ہیں، جو ہزاروں انسانوں کی حیات جاودانی کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ یہ چند سطور لکھی ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمادے اور حضرت الاستاذ کو کروٹ کروٹ پہ راحت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

چند پسندیدہ اور محبوب اعمال

خطاب:.... حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

خطبہ مسنونہ!

معزز حاضرین! وقت مختصر ہے اس لئے بغیر کسی تمہید کے ایک طالب علم کی حیثیت سے سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا خلاصہ عرض کرنا چاہتا ہوں، ہم سب کو چاہئے کہ اس پر عمل کرنے کی نیت سے اس کو سنیں، سمجھیں، یاد رکھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم فجر کی نماز میں جماعت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور ہمیں نماز پڑھائیں، کیونکہ آپ پنج وقتہ نمازیں بھی از خود پڑھایا کرتے تھے جس کو امامت صغریٰ کہتے ہیں اور امامت کبریٰ کا فریضہ بھی آپ ہی انجام دیتے تھے، امامت کبریٰ حکومت چلانے کو کہتے ہیں، آپ مسلمانوں پر حاکم بھی تھے اور حکومت چلانے کا فریضہ بھی آپ ہی انجام دیتے تھے، تو ہم آپ کے انتظار میں تھے کہ آپ تشریف لائیں اور ہمیں نماز فجر با جماعت پڑھائیں، لیکن خلاف معمول اس دن بہت دیر ہوگئی اور اتنی تاخیر ہوگئی کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں سورج نہ نکل آئے اور ہماری نماز فجر قضا نہ ہوجائے۔ آپ کے تشریف لانے کا انتظار کر رہے تھے کہ یکا یک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لائے اور جلدی سے مصلی پر تشریف لے گئے، اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت ادا فرمائی چونکہ فجر کا وقت بہت کم رہ گیا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز مکمل کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب وقت کم ہو نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو مختصر طور پر بھی فرض ادا کر لینے چاہئیں۔

سلام پھیرتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے با آواز بلند فرمایا کہ سب حضرات اپنی جگہ بیٹھے رہیں، چنانچہ ہم آپ کی بات سن کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے، اس کے بعد آپؐ نے ہماری طرف اپنا چہرہ مبارک کیا اور فرمایا کہ میں تم کو اپنے تاخیر سے آنے کی وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ اتنی زیادہ تاخیر کیسے ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اگر امام کو کسی وجہ سے آنے میں تاخیر ہو جائے، جس کی وجہ سے مقتدی پریشان ہوں تو اس کو وجہ بتا دینی چاہئے تا کہ ان کی ذہنی پریشانی اور تشویش دور ہو جائے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معمول کے مطابق رات کو اٹھا اور جس قدر نماز تہجد اللہ پاک نے میرے مقدر میں لکھی تھی وہ میں پڑھتا رہا، اسی دوران مجھے اونگھ آنے لگی، یہاں تک کہ نیند مجھ پر غالب آ گئی اور میں نے نیند کی حالت میں ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور میں نے خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت کی اور میں نے اپنے پروردگار کو بہت خوبصورت، حسین شکل میں دیکھا، کیونکہ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو سکتی ہے۔ بعض اولیاء اللہ کو بھی بکثرت خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت ہوئی ہے، جیسے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی سو مرتبہ زیارت ہوئی۔ ہاں بیداری میں دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں ہو سکتی، پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے مجھ سے فرمایا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا: "لبیک"... اے پروردگار! میں حاضر ہوں... فرمایئے: اللہ پاک نے دریافت فرمایا کہ یہ مقرب فرشتے کن باتوں میں مذاکرہ کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے تو معلوم نہیں، معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم نہیں ہوتا، جب تک اللہ تعالیٰ نہ بتائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ! یہ فرشتے کس بات میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور کن باتوں میں بحث کر رہے ہیں، تینوں مرتبہ نے عرض کیا میں نہیں جانتا یا پروردگار کہ یہ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں، تینوں مرتبہ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا، پروردگار کہ یہ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں۔

اللہ جل شانہ نے اپنا دست مبارک میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی انگلیوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ یعنی اللہ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصی توجہ فرمائی۔ جس کے بعد اس وقت ساری باتیں میرے دل میں آ گئیں اور جو باتیں مجھے پہلے معلوم نہیں تھیں اللہ جل شانہ کے دست مبارک رکھنے سے وہ بھی مجھے معلوم ہو گئیں اور جتنے بھی پردے حائل تھے وہ سب دور ہو گئے، جسے کہنا چاہئے کہ چودہ طبق روشن ہو گئے، پھر اللہ پاک نے دریافت فرمایا کہ

اب بتاؤ یہ فرشتے کن باتوں میں مذاکرہ کررہے ہیں؟

کفارہ کی تعریف:

میں نے عرض کیا کہ یہ فرشتے کفارات میں بحث کررہے ہیں۔ یہ کفارات والی بات یاد رکھنے کی ہے۔ کفارات کفارے کی جمع ہے۔ کفارہ ایسے کام کو کہتے ہیں جس سے آدمی کا گناہ مٹ جاتا ہے، جیسے کفارۂ قسم، اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھالے اور پھر بلاعذر اس کو توڑ دے تو کفارۂ قسم واجب ہوتا ہے اور کفارہ ادا کرنے سے قسم توڑنے میں جو اللہ کے نام کی بے حرمتی ہوئی تھی وہ معاف ہوجاتی ہے یا جیسے روزہ کا کفارہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عاقل بالغ مرد وعورت بلاعذر شرعی رمضان شریف میں رمضان کا روزہ رکھ کر توڑ دے تو روزے کا کفارہ واجب ہوجاتا ہے اور جب کوئی اس روزے کی قضا کرے اور کفار کے روزے رکھ لیتا ہے تو گناہ ختم ہوجاتا ہے، تو کفارہ ایسے عمل کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ فرشتے کفارات میں بحث کررہے ہیں کہ کون سے اعمال ایسے ہیں جن سے بندوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس پر اللہ جل شانہ نے دریافت کیا وہ کفارات کیا کیا ہیں؟ تو اس موقع پر آپ نے تین کفارات کا ذکر کیا۔

تین کفارات:

ا:... جماعت سے نماز ادا کرنے کے لئے مسجدوں میں جانا۔

۲:... نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے رہنا اور یاد الٰہی میں مشغول رہنا۔

۳:... جب نفس پر وضو کرنا ناگوار ہو اس وقت کامل وضو کرنے کا اہتمام کرنا۔ جن کی مختصر وضاحت یہ ہے:

نماز باجماعت کی فضیلت:

نماز جمعہ کے سلسلہ میں بھی بڑی عجیب وغریب فضیلت ہے گھر سے باوضو ہوکر نکلنے کی۔ جمعے کے دن کوئی آدمی اپنے گھر میں غسل کرے، جمعہ کی نماز کی سنتیں ساری ادا کرکے سکون اور وقار سے مسجد کی طرف چلے تو ہر قدم پر اس کو ایک سال کے روزے رکھنے اور ایک سال کی رات بھر عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے، اندازہ کرو ایک قدم پر ایک سال کے روزوں کا ثواب اور ایک قدم پر ساری رات عبادت کا ثواب۔ ایک سال تک ساری رات عبادت کرنے کا ثواب ایک قدم پر عطا ہورہا ہے، اگر کسی کے سو قدم ہوگئے تو سو سال کے روزوں کا ثواب ہوگیا، سو سال کی رات کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگیا تو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے آنا، یہ بھی کفارۂ سیئات ہے، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیشہ گھر سے یا جہاں بھی آدمی ہو وہاں سے وضو کرکے مسجد میں آئے، اگرچہ مسجد میں آکر وضو کرنا بھی جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس کا ثواب کم ہے، اور رہے گناہ کبیرہ تو وہ توبہ سے معاف ہوجاتے ہیں توبہ بھی کوئی مشکل نہیں ہے، اس لئے اس کا معلوم رکھنا چاہئے اور آئندہ بچنے کا اہتمام بھی کرنا چاہئے، پھر بھی غلطی ہوجائے تو توبہ کرلینی چاہئے۔ بہرحال توبہ بھی اختیاری اور بہت آسان ہے۔ اس کا بھی معمول رکھنا چاہئے، توبہ کے متعلق ایک بہت اچھا شعر ہے:

دولتیں مل گئی ہیں آہوں کی
ایسی تیسی مرے گناہوں کی

جب اللہ کے سامنے رونا آجائے تو پھر گناہوں کی کیا حیثیت ہے، تین دفعہ آدمی دل سے کہے: ”اللھم اغفرلی، اللھم اغفرلی، اللھم اغفرلی“ تو بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے۔

کبیرہ گناہ بھی معاف کرانا آسان اور صغیرہ گناہوں کے لئے یہ عمل کفارۂ سیئات ہے کہ آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانے کا اہتمام کرے، لہٰذا بلاعذر گھر میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے، حتی الامکان مسجد میں جاکر باجماعت نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت:

دوسرے، مسجد میں نمازوں کے بعد بیٹھنا، یہ بھی کفارۂ سیئات ہے۔ یعنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی کچھ دیر یاد الٰہی میں مشغول رہے، جس میں نماز کے بعد کی سنتیں پڑھنا بھی داخل ہے، نوافل بھی داخل ہیں اور اس کے علاوہ مزید ذکر کرنا، تسبیح پڑھنا، تلاوت کرنا، دعائیں کرنا بھی اس کے اندر داخل ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے تو دنیا کی باتیں نہ کرے، اور گناہ کی باتیں تو بہرحال میں نہ کرے، گناہ کی باتیں تو مسجد سے باہر بھی ناجائز ہیں تو مسجد کے اندر بدرجہ اولیٰ ناجائز ہیں۔

بعض لوگ مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں تو پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں مشغول ہوجاتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے آدمی کی نیکیاں ایسے ختم ہوجاتی ہیں جیسے آگ میں لکڑی جل کر ختم ہوجاتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی نماز پڑھنے کے لئے پہلے آجائے وہ بھی دنیا جہان کی باتیں کرنے سے پرہیز کرے اور نماز کے بعد جو مسجد میں بیٹھے وہ بھی دنیا جہان کی باتوں سے پرہیز کرے، مسجد تو آخرت کا باغ ہے، یہاں تو آخرت کے باغ کے پھل کھانے چاہئیں اور آخرت کے پھل ہیں: ”سبحان اللّٰہ، الحمدللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر۔“ درود شریف، تلاوت، استغفار، نوافل، دعا، اعتکاف تو جو لوگ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں، جب تک مسجد میں بیٹھے رہیں گے، ان کو ثواب ملتا رہے گا اور ان کے گناہ معاف ہوتے رہیں گے، یہ عمل بھی

کفارۂ سیئات میں سے ہے۔

مسجد میں دل لگانا:

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بالکل اخیر میں مسجد آتے ہیں اور بس ایک رکعت ملی یا قعدہ اخیرہ ملا اور سلام پھیرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے، یہ بہت بُری عادت ہے۔ مومن کا دل تو مسجد میں لگنا چاہئے اور کہیں نہیں لگنا چاہئے اور اس کی بڑی فضیلت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے جن سات آدمیوں کو سایہ دیں گے ان میں سے ایک یہ بھی ہے: "وقلبه معلق بالمسجد"... اس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ دیں گے جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہے اور اٹکا رہتا ہے، بس ہر وقت اس کا دل چاہتا ہے کہ میں فارغ ہوں تو مسجد میں جاؤں، نماز پڑھوں، ذکر کروں، تسبیح پڑھوں، تلاوت کروں، اللہ اللہ کروں۔ مسجد میں اس کا بڑا دل لگتا ہے، مسجد سے باہر اس کا اتنا دل نہیں لگتا۔ یہ تو دربار خداوندی ہے جس کو اس سے عشق ہوگا، اس کا دل مسجد میں لگے گا اور جس کا دل مسجد میں لگے گا وہ مسجد میں بیٹھے گا اور جو مسجد میں بیٹھے گا، اللہ کی یاد میں لگے گا اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے گا۔

وضو کی فضیلت:

اور تیسرے فرمایا کہ جس وقت وضو کرنا نفس پر ناگوار ہو اس وقت کامل وضو کرنا۔ یعنی سنت کے مطابق وضو کرنا یہ بھی کفارۂ سیئات ہے۔ جیسے سخت سردی میں جب پانی بھی ٹھنڈا ہو تو وضو اچھی طرح کرنا نفس کے لئے ناگوار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں آدمی یہ چاہتا ہے جلدی جلدی چار فرض پورے کرلوں۔ چار فرض پورے کرنے سے بلاشبہ اس کا وضو ہوجائے گا، نماز بھی ہوجائے گی لیکن یہ ناقص وضو ہوگا۔ کامل وضو یہ ہے کہ اس وقت بھی سنن و مستحبات ادا کرنے کا اہتمام کرے اور وہ بھی ہمت کرے تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ یا بعض مرتبہ مرض کے اندر بھی ایسا ہوتا ہے کہ پورا وضو کرسکتا ہے لیکن طبیعت کے اوپر بھاری ہوتا ہے ناگوار ہوتا ہے۔ اس وقت اہتمام سے وضو کرنا کہ کہیں بال برابر جگہ سوکھی نہ رہ جائے پورا وضو ہو سنتیں سب ادا ہوجائیں، مکروہات سے پرہیز کرے تو یہ بھی کفارۂ سیئات ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی وضو کے شروع میں اللہ کا نام لیتا ہے جو کہ سنت ہے تو وضو کے بعد اللہ تعالیٰ اعضائے وضو کے ساتھ ساتھ سر سے پیر تک اس کو گناہوں سے پاک کردیتے ہیں اور اگر بغیر بسم اللہ پڑھے، بغیر اللہ کا نام لئے، وضو کرتا ہے اور پھر مکمل کرتا ہے تو صرف اس کے اعضائے وضو گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، باقی جسم پاک نہیں ہوتا، کتنا فرق ہے کامل وضو میں اور ناقص وضو میں۔ حالانکہ کامل وضو کرنے میں بھی اللہ کا نام ہی تو لینا ہے اور باقی سنتیں پوری کرنی ہیں اور دیگر مستحبات کو ادا کرنا ہے۔ اس میں یہ فضیلت ہے کہ سر سے پاؤں تک آدمی گناہوں سے پاک و صاف ہوجاتا ہے، اور اگر خلاف سنت وضو کرے فرائض ادا کرلے تب بھی وضو تو ہوجائے گا لیکن وہ سارے جسم کے لئے کفارہ نہیں ہوگا صرف اعضائے وضو اس کے گناہ سے پاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی کفارے کے اعمال ہیں لیکن اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین کفارات بیان فرمائے اور یہ تینوں ایسے ہیں کہ ہمیں ہر روز پیش آتے ہیں ہمیں روزانہ ان کو اہتمام سے ادا کرنا چاہئے اور اس نیت سے ادا کرنا چاہئے تاکہ ہمارے لئے کفارۂ سیئات بنیں۔

تین اعمال:

پھر اللہ پاک نے دریافت کیا اور آپ کا اسم گرامی لیا کہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: میں نے عرض کیا پروردگار عالم! یہ فرشتے ان اعمال میں مذاکرہ کر رہے ہیں، ان کاموں میں بحث کر رہے ہیں، جن کے کرنے سے بندے کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا: وہ کون سے اعمال ہیں، جن سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں؟ تو اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اعمال بیان فرمائے:

پہلا عمل:

ا:... ایک تو یہ فرمایا کہ کھانا کھلانا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی کو کھانا کھلانا، جیسے کسی بھوکے کو کھانا کھلانا۔ یہ عمل بھی ایسا ہے جس سے انسان کے درجے بلند ہوتے ہیں، لیکن دوسروں کو کھانا کھلانے میں تین باتیں یاد رکھنے کی ہیں، ان تین باتوں کے ساتھ اگر ہم یہ عمل کریں گے تو ان شاء اللہ! درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ بنیں گے:

ا:... ایک تو نیت آدمی کی صحیح ہو، نیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی ہو یا مسلمان کا دل خوش کرنے کی ہو، دکھاوا، ریا کاری، نام و نمود، شہرت اور ناموری پیش نظر نہ ہو۔

بعض لوگ غمی کے موقع پر اور خوشی کے موقع پر جو کھانا کھلاتے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں، عموماً اس میں وہ دکھاوا، نام و نمود اور برادری میں نام روشن کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔ ریا کاری کے ساتھ تو بڑے سے بڑا عمل بھی غیر مقبول ہوجاتا ہے، لہٰذا جس کو بھی کھانا کھلانا اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کھلائیے، اس کے اکرام میں کھلائے، اس کا دل خوش کرنے کی نیت سے کھلائے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے اندر داخل ہے۔

۲:... دوسرا مال حلال سے کھلائے، آپ جانتے ہیں کوئی نیک عمل مال حرام کے ساتھ قبول نہیں ہوتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کے حلق سے ایک حرام لقمہ نیچے اتر جائے، چالیس دن تک اس کی نہ کوئی

فرض عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ نفلی عبادت اور دعائیں قبول ہوتی ہیں تو حرام میں اتنی نحوست ہے اللہ تعالیٰ بچائے۔ لہٰذا جس کو بھی کھانا کھلائے حلال مال سے کھلائے۔ عام طور پر جو اجتماعی دعوتیں ہوتی ہیں، ان کے اندر چندہ ہوتا ہے اور زبردستی کا چندہ حرام ہوتا ہے۔ اس سے جو کھانا پکایا جاتا ہے وہ بھی حرام ہوتا ہے، ایسے چندے کے کھانے سے کھانا اور کھلانا دونوں ناجائز ہوجاتے ہیں تو وہاں ثواب کیا ملے گا الٹا گناہ ہوگا۔

۳:... تیسرے کھانا کھلانے کا طریقہ شریعت کے مطابق ہو، لہٰذا شریعت سے ہٹ کر جو رسمی کھانے ہیں، جیسے کسی کے انتقال پر تیجہ ہوتا ہے چالیسواں ہوتا ہے یا مختلف موقعوں میں دعوتیں ہیں وہ سب ایسی ہیں جو ثابت نہیں ہیں، شریعت کے مطابق نہیں ہیں، اور کھانا کھلانے کے جو طریقے خلاف شرع ہوں گے، اس کی یہ فضیلت نہیں ہے۔ اس کا یہ ثواب نہیں ہے، لہٰذا کھانا کھلانا جب شریعت کے مطابق ہو، مال حلال سے ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو تو اس سے بندے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

دوسرا عمل:

۲:... دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ نرم گفتگو اختیار کرو، اپنا انداز گفتگو نرم رکھو، جب کسی سے بولیں تو نرمی کے ساتھ بولیں، غصے کے ساتھ نہ بولیں، جھڑکنے کے انداز میں نہ بات کریں، طعنے نہ ماریں، طعن وتشنیع نہ کریں، جملے نہ کسیں باتیں نہ ماریں، جس سے بھی بات کریں نرمی سے بات کریں، اس کا احترام اور ادب ملحوظ رکھتے ہوئے بات کریں، شرافت سے گفتگو کریں، گفتگو کا نرم انداز اختیار کرنے سے بھی بندے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

ہمارے حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے وصال کے بعد جب "البلاغ" کا مفتی اعظم نمبر شائع ہوا اور اب بھی وہ الحمدللہ! موجود ہے، اس میں کسی نے ہمارے حضرت کے بارے میں مضمون لکھا اور اس کے اندر عجیب عنوان انہوں نے بنایا جواب تک مجھے یاد ہے، اس کا عنوان تھا "ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو" یعنی ان کا انداز گفتگو ایسا ہے جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔ بعض آدمی باتیں کرتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے لڑ رہے ہوں، لیکن وہ معمول کے مطابق بات کررہے ہوتے ہیں اور بعضوں کا انداز گفتگو ایسا ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے بس کرتے جائیں اور ہم ان کی بات سنتے جائیں، ایسا پیارا انداز ہوتا ہے۔ یہ جو دوسرا انداز ہے یہ مطلوب ہے اور پہلا انداز غیر مطلوب ہے تو ہر آدمی کو اپنا انداز گفتگو بہت ہی نرم اور پیارا رکھنا چاہئے، دلخراش انداز ہرگز نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرتؒ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کی گفتگو کے اندر ڈنک ہوتے ہیں، جیسے بچھو کا ڈنک ہوتا ہے، سانپ کا ڈنک ہوتا ہے۔ ان کی گفتگو کے اندر بھی ڈنک ہوتے ہیں۔ یعنی وہ دوسروں کو طعنے مارتے ہیں، دوسروں کے اوپر باتیں مارتے ہیں، جملے کستے ہیں اور وہ باتیں کررہے ہوتے ہیں، لیکن ساتھ ساتھ ان کو بعض دفعہ پتہ بھی نہیں ہوتا اور وہ دوسروں کو ذلیل کررہے ہوتے ہیں، تو ایسا انداز نہیں ہونا چاہئے جس میں دوسرے کی توہین وتذلیل ہو، یا اس کا دل دکھے۔

تیسرا عمل:

۳:... اور تیسرا عمل یہ بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ سو رہے ہوں تو تہجد پڑھنا، جب لوگ سو رہے ہوں اور آدمی اٹھ کر تہجد پڑھے تو اس سے بھی بندے کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلاشبہ تہجد کا عمل بہت اونچا عمل ہے اور اس کے بڑے فضائل ہیں، ابھی آپ نے واقعہ سن لیا مولانا کے ذریعہ کیسا عجیب وغریب واقعہ ہے۔ ہمارے اسلاف تو اس کا عملی نمونہ تھے ہی لیکن بعض بعض بادشاہ بھی الحمدللہ! ایسے گزرے ہیں کہ چالیس چالیس سال تک ان کی تہجد قضا نہیں ہوئی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ کتنا مشہور ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور تہجد پڑھنا کوئی مشکل نہیں ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کیسے تہجد پڑھ سکتے ہیں، ہماری تو آنکھ ہی نہیں کھلتی تو بھئی تہجد کا ایک اول وقت ہے ایک آخر وقت ہے۔ اول وقت اس کا عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوجاتا ہے، صبح صادق تک رہتا ہے۔ لہٰذا روزانہ عشاء کی دوسنتوں کے بعد وتروں سے پہلے چار نفل پڑھ لیا کریں، تہجد کی نماز ہوجائے گی، آپ کی یہ تہجد کے قائم مقام ہے، اس سے بھی تہجد کا ثواب ملتا ہے اور اخیر شب میں پڑھنا یہ اس کا افضل وقت ہے، وہ تہجد افضل ہے جو اخیر شب میں پڑھی جائے۔ اس وقت بھی اٹھنے والے اٹھ جاتے ہیں، جلدی سوئیں گے تو جلدی اٹھیں گے، دیر سے سوئیں گے تو دیر سے اٹھیں گے اور کبھی کسی کی اخیر شب میں بھی رہ جائے تو اگر زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے گا تو اس کی تہجد بھی رات میں شمار ہوجائے گی، انشاء اللہ! کتنی آسانی ہے، جب اتنی آسانی ہے تو بھئی اب تو تہجد کبھی قضا نہیں ہونی چاہئے، عشاء کے بعد تو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالیں اور پھر اخیر شب میں بھی اٹھنے کی کوشش کریں، اٹھ جائیں تو پڑھ لیں نہیں تو آنکھ کھلنے کے بعد اشراق کے وقت پڑھ لیں، زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیں، بس پڑھنا چاہئے تو تہجد کا عمل بھی ایسا ہے کہ جس سے آدمی کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

دعائے نبوی:

اس کے بعد پھر اللہ جل شانہ نے دریافت کیا کہ اے محمد! آپ مانگئے کیا مانگتے ہیں، تو آپ نے یہ دعا مانگی، جس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں: "اللهم انی اسئلک فعل الخیرات

وترک المنکرات "یااللہ! میں آپ سے اچھے اچھے کاموں کی توفیق مانگتا ہوں یعنی اوامر کے بجا لانے کی توفیق مانگتا ہوں، بُرے کاموں سے بچنے کی توفیق مانگتا ہوں، نواہی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق مانگتا ہوں۔" وحب المساکین "اور مسکینوں کی محبت مانگتا ہوں۔ مسکین کے ایک معنی تو وہ ہی ہیں غریب محتاج آدمی جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور ایک مسکین کے معنی متواضع کے آتے ہیں۔ یااللہ جو تواضع نصیب نہ ہوئی تو کچھ نصیب نہ ہوا، کیونکہ اس کے مقابلے میں تکبر ہے اور تکبر حرام ہے اور دنیا اور آخرت میں موجب ذلت ہے اور تواضع دنیا اور آخرت میں رفعت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ کے قریب اور رضا کا باعث ہے تو میں متواضع لوگوں کی محبت مانگتا ہوں کہ ان کے طفیل مجھے بھی تواضع نصیب فرما، تواضع کے اوپر ایک شعر سنا کر آگے چلتا ہوں:

مجھے خاک میں دبا دو مری خاک بھی اڑا دو
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اللہ اکبر! یہ ہے مومن، سمجھے کہ بھئی میں کچھ نہیں ہوں جو کچھ بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جو بھی علم عمل تقویٰ، طہارت اور ظاہر و باطن کی نعمتیں ہیں سب فضل خداوندی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں بندے کا کوئی کمال نہیں ہے، جب بندے کا کوئی کمال نہیں ہے تو پھر ان کی عطا سمجھے۔ اپنے کو کچھ نہ سمجھے دوسرے کو اپنے سے افضل سمجھے، اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھے تو یہ تواضع کوئی مشکل نہیں ہے، بہت آسان ہے۔

"وان تغفرلی وترحمنی" یااللہ! آپ میری مغفرت فرمادیں اور مجھ پر رحم فرمادیں، بے شک اسی سے نجات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت ہوجائے، بندے پر رحم ہوجائے، بس بندے کی نجات ہے اس کے بغیر کوئی راستہ نجات کا نہیں اور آخر میں فرمایا کہ یااللہ! جب آپ کسی قوم کو فتنے میں مبتلا فرمائیں تو مجھے فتنے سے بچا کر اٹھالیں، جس میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے کہ یااللہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہو، پھر آپ نے فرمایا: یہ خواب جو میں نے دیکھا تھا، اس وجہ سے مجھے فجر کی نماز میں آنے میں دیر ہوگئی اور فرمایا کہ یہ ساری باتیں برحق ہیں، ان کو تم سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ تو اس وجہ سے میں نے آپ کے سامنے یہ حدیث بیان کی ہے کہ یہ حدیث ہمارے علم میں آجائے اور پھر ہم گھر جاکر اپنے گھر والوں کو بھی بتائیں اور سکھائیں خود بھی یاد رکھیں اور گھر والوں کو بھی بتائیں اور سکھائیں تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔ ☆☆☆

واجد شمس الحسن نے پوری امت کی دل آزاری کی: مجلس تحفظ ختم نبوت

سابق سفارت کار نے آئین پاکستان سے غداری کی، حکومت ان سے مراعات واپس لے

پی پی قائدین، قائد عوام کے کارنامہ کو داغدار کرنے کا نوٹس لے: رہنماؤں کا بیان

کراچی (پ ر) لندن میں قادیانیوں کی تقریب میں سابق سفارت کار واجد شمس الحسن کا بیان آئین پاکستان سے غداری، قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، تمام ممبران قومی اسمبلی کی توہین بلکہ پوری امت مسلمہ کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کی مذموم سازش ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر علماء کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے، جس شخص کا اس عقیدہ پر ایمان نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات سے ہٹ کر اپنی راہیں مسلمانوں سے الگ کرلی ہیں۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پی پی پی دور حکومت کے لندن کے ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے قادیانیوں کی حمایت کر کے اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے موقف اور عظیم کارنامہ کی مخالفت کے ساتھ ساتھ آئین پاکستان سے غداری کا ارتکاب بھی کیا ہے، جس پر اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ علماء کرام نے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ اس بیان کا سخت نوٹس لے اور اس کو دی گئی تمام مراعات ختم کی جائیں۔ انہوں نے پیپلز پارٹی کے اعلیٰ عہدیداران سے بھی کہا کہ آج اکتالیس سال بعد پارٹی کے سنہری کارناموں کو داغدار کرنے اور عوام میں اس کا امیج خراب کرنے کی سازشوں کا بھرپور نوٹس لے کر ان کے خلاف ایکشن لیں۔

کامیاب لوگ

مولانا قاضی احسان احمد

اردو لغت میں ایک لفظ ترجیح کا ملتا ہے، دو چیزیں یا کئی ایک اشیاء مقابل ہوجائیں تو اب آپ اپنے اختیار سے اس مقابل آنے والی اشیا میں سے ایک منتخب کرنے کے لئے اپنے حق کو استعمال کریں گے، جسے لفظ ترجیح سے تعبیر کریں گے۔ جیسے دنیا میں بے شمار قسم کی کاریں پائی جاتی ہیں تو ان میں سے آپ اپنے لئے ایک یا ضرورت کے مطابق زائد اختیار کرتے ہیں تو آپ ان مختلف اقسام کی گاڑیوں، کاروں میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہوئے منتخب کرلیا۔ اسی طرح موجودہ جمہوری نظام میں الیکشن کی صدا لگتی ہے، دو یا زائد آدمی ایک سیٹ پر امیدوار بن کر منظر عام پر آتے ہیں ایک کو منتخب کرنا ہے تو آپ ان مختلف آدمیوں میں سے ایک کو ووٹ دے کر اپنی رائے کے مطابق منتخب کرتے ہوئے بقیہ اشخاص پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے ہی آپ دسترخوان پر موجود ہیں، مختلف انواع واقسام کے کھانے نہایت قرینے سے چُن دیئے گئے اور آپ کھانے کے اطراف میں براجمان ہوگئے، اب آپ نے ان مختلف کھانوں پر ایک نظر ڈالی اور اپنی سب سے پسندیدہ ڈش کا انتخاب کرتے ہوئے بقیہ کئی ایک لذیذ کھانوں پر ایک کو ترجیح دی اور کھانا اس سے شروع کیا، ایسے ہی انسانی زندگی میں بے شمار شخصیات وافراد ملت ایسے گزرے ہیں جن کی زندگی اس قابل ہوتی ہے کہ انہیں اختیار کیا جائے اور اپنی اولاد پر، اپنے بیوی بچوں پر اور غرضیکہ اپنی ذات پر بھی ترجیح اور فوقیت ایسی ہستی اور شخصیت کو دی جائے۔

ایک ایسی ہی عظیم المرتبت ہستی کو وجود رب کریم نے عطا کیا، جو اللہ کریم کی قدرت کے بے شمار، ان گنت شاہکاروں میں سب سے بے مثال، بے نظیر، اعلیٰ وارفع، اجمل واکمل، طاہر وطیب شاہکار ہے، قدرت حق نے آسمان دنیا پر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے معروف ومشہور فرمایا۔ اس ہستی کی ایک ایک ادا پر مرمٹنے، جان قربان کرنے، جذبہ وایثار کی داستان رقم کرنے اور جاں نثاری کا اظہار کرکے بارگاہ رسالت مآب میں سرخ رو ہونے والی ہے۔

اس کامل، اکمل ہستی کو اگر دنیا میں کسی نے سمجھا ہے تو وہ سب سے اعلیٰ اور افضل ترین جماعت بعد انبیاء حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہے، جنہیں روح محمدی کما حقہ صحیح طور پر سمجھ آئی جس کی وجہ سے انہوں نے مال، جان، آل واولاد، رشتہ و قرابت اور تعلق داری کی تمام حدود وقیود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا اور قربان کردیں، کوئی بھی عنصر اس تعلق اور محبت میں رکاوٹ نہ بن سکا، بس عشق رسول، دل مضطرب میں اتر گیا۔ بس پھر کیا ہے صرف حضوری حضور ہیں اور کچھ بھی نہیں۔

حضرت زید بن حارثہؓ چھوٹے معصوم بچے تھے، بچپن میں اغوا ہوگئے، غلام بنائے گئے، چلتے چلتے حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے، ان کے علاقہ کے کچھ لوگوں نے زید بن حارثہ کو پہچان لیا اور ان کے والد حارثہ کو اطلاع دی، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال واسباب لے کر اپنے بیٹے زید کو آزاد کرانے کے لئے آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بلایا، تحقیق کی معلوم ہوا حارثہ والد اور کعب چچا ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ سے فرمایا: یوں کرتے ہیں جانے اور نہ جانے کا اختیار زید کو دے دیتے ہیں جانا چاہے تو میں روکتا نہیں، رہنا چاہے تو میں جانے کو نہیں کہتا۔ اچھی رائے تھی قبول کی گئی جب حضور سرور کائنات، رونق محفل، آسمان نبوت کے نیر اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ سے سوال کیا تو یہاں "ترجیح" دینا تھی ایک طرف حضور، دوسری طرف والد، ایک طرف آزادی اور دوسری طرف غلامی،

مولانا سعید الرحمٰن کو صدمہ

کراچی.... (قاری محمد داؤد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلدیہ ٹاؤن کے رہنما، جامع مسجد حذیفہ کے امام و خطیب مولانا سعید الرحمٰن کا بھانجا محمد قاسم ۱۲/اگست ۲۰۱۵ء بروز بدھ کو بعد نماز ظہر جامع مسجد یٰسین کے قریب کرنٹ لگنے سے جاں بحق ہوگیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کا پابند اور ادارہ جامعہ احیاء العلوم میں اپنے والد کی جگہ شب وروز مدرسہ اور طلبا کی خدمت میں مصروف تھے۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء جامعہ احیاء العلوم میں مولانا سعید الرحمٰن کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں مولانا ابوضیاء عطاء الرحمٰن رحمانی، مولانا نور رحیم، مولانا عبیداللہ، مولانا محمد منظور، مولانا محمد معاویہ، مفتی محمد ریاض، قاری مطیع الرحمٰن کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا قاری محمد عابد سمیت کثیر تعداد میں علماء وطلبا اور اہل علاقہ نے شرکت کی اور مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ قارئین سے مرحوم کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

ایک طرف امیری، دوسری طرف غربت، ایک طرف گھر کا ماحول اور دوسری طرف گھر سے دوری اور بُعد۔ اسی طرح کی اور بہت سی چیزیں مگر قربان جائیں حضرت زیدؓ نے کائنات کی ساری رعنائیاں، خوشیاں، راحتیں، آزادیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر قربان کرتے ہوئے فرمایا:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا ارادہ ہے۔"

تاریخ کے اوراق میں ایک صحابی رسول حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، بچپن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے، آپ کو چومتے اور آپ سے عرض کرتے: "اے اللہ کے حبیب! میں آپ کے لئے سب کچھ کرسکتا ہوں، آپ مجھے حکم فرمائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: "جاؤ اپنے (کافر) باپ کو قتل کرو، یہ پیچھے مڑکر چل دیئے تاکہ آنحضور کے حکم کی تکمیل و تعمیل کردوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا: میں رشتہ داریاں توڑنے کے لئے نہیں آیا، یعنی یہ حکم تو امتحان کے لئے تھا، کہ کیا واقعی ایسا ہے جیسا تم کہہ رہے ہو؟ چنانچہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ کی طبیعت خراب ہوئی اور "مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی" کا مصداق ہوئے، نوبت یہاں تک آئی کہ حضرت طلحہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوگئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہؓ کی عیادت کے لئے آئے، بعد عیادت جب لوٹے تو فرمایا: میں طلحہؓ میں موت کے آثار دیکھتا ہوں، جب ان کا انتقال ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں ان کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں، دفن میں جلدی کرنا۔ چنانچہ رات ہی کے وقت حضرت طلحہ کی وفات ہوگئی، نزع کے عالم میں انہوں نے کہا: "مجھے جلد دفن کردینا اور پروردگار سے ملادینا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلانا، کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہودیوں کا خوف محسوس کرتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو میری وجہ سے یہودی آپ کو نقصان پہنچادیں۔"

اب واقعہ پر غور فرمائیں ایک طرف صحابی رسول، دوسری طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کتنا پیار ہے۔ زندگی اختتام کے قریب ہے دو دوستوں میں جدائی کا وقت سر پر آچکا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں مجھے بلانا، طلحہ منع کرتے ہیں، جبکہ حضور جنازہ پڑھائیں تو قرآن کی آیت کے مطابق: "ان صلوتک سکن لھم" وہ شخص بخش دیا جائے گا، اب ایک طرف بخشش اور مغفرت کا پروانہ نظر آرہا ہے۔ حضور جنازہ پڑھائیں، ہوسکتا ہے آپ کی موجودگی میں غسل بھی دیا جاتا، کفن پہنایا جاتا، قبر تیار ہوتی، لحد بنتی، آپ کے سامنے قبر میں جنازہ کے بعد اتار دیئے جاتے، اتنی ساری خوبیاں، برکتیں مگر سب قربان کردیں، اپنی ذات اور بخشش کو قبول نہیں کیا، اپنے آپ کو ترجیح نہیں دی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی کہ کہیں آپ رات کے اندھیرے میں آئیں اور یہودی آپ پر حملہ کردیں، آپ کو تکلیف پہنچے، یہ بھی گوارا نہیں ہوسکتا، دنیا کی ہر راحت حضور کی ادنیٰ سی تکلیف پر قربان کی جاسکتی ہے۔

اے کاش! آج کا مسلمان بھی یہ سوچ کر دنیا کے عارضی نفع کے لئے آخرت کے دائمی نفع کو قربان کرتا کہ دنیا جیسی بے وفا چیز کے لئے آخرت جیسی باوفا چیز کو قربان کرتا ہے، چند ٹکوں کی خاطر ہمیشہ کا بے شمار لازوال مال قربان کرتا ہے اور دنیا کے خود غرض لوگوں کی خاطر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے محسن کو قربان کرے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستیاں اور قرابتیں رکھتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے کاروبار کرتا ہے۔ شیزان کی خرید و فروخت کرتا ہے، کل قیامت والے دن کیا منہ دکھائے گا؟ آؤ مل کر ہر چیز پر ہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دیں، شاید کام بن جائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

حلقہ کلفٹن میں علماء کرام کا اجلاس

کراچی (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام حلقہ کلفٹن کے علماء کرام کا ماہانہ اجلاس ہوا۔ اجلاس کا آغاز محمدی مسجد کے امام قاری محمد شفیق کی تلاوت سے ہوا۔ حلقہ کے معروف عالم دین مولانا الطاف الرحمن عباسی دامت برکاتہم نے صدارت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی۔ تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت اور اکابرین کی خدمات کو علماء کرام کے سامنے رکھا۔ اجلاس میں موجود علماء کرام سے حلقہ میں کام کرنے کے حوالے سے مشاورت کی گئی۔ الحمدللہ! تمام حضرات نے مفید مشورے دیئے اور کام کرنے کا عزم کیا۔ آخر میں صدر اجلاس نے کہا کہ تمام حضرات اس موضوع پر مطالعہ کریں، خصوصاً جماعت کی کتب کا اور لٹریچر کا بھی مطالعہ کریں۔ یہ بھی طے ہوا کہ ہر ماہ اسی طرح علماء کرام کا اجلاس ہوگا۔ اجلاس میں مسجد عثمان غنی کے امام و خطیب مولانا شفیع الرحمن، مولانا عبداللہ، مولانا ابوطلحہ محی الدین، مولانا محمد عارف، مولانا سلطان جان، مولانا عبدالقدیر، مولانا مظہر الحق، مولانا عبدالمتین، مولانا محمد اسلم، قاری شفیق الرحمن و دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس کا اختتام مولانا الطاف الرحمن عباسی کی دعا پر ہوا۔ مولانا مفتی ابوطلحہ محی الدین کی طرف سے تمام علماء کرام کے اعزاز میں پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

بین الاقوامی قوانین اور اسلام

مولانا زاہد الراشدی

خبر یہ ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے وزارت قانون کی طرف سے بھجوائی جانے والی ایک سمری پر وفاقی سطح پر ''انسانی حقوق سیکریٹریٹ'' کے قیام کی منظوری دے دی ہے، جس کا مقصد ملک میں بین الاقوامی معاہدات پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہے۔ انسانی حقوق سیکریٹریٹ کا دائرہ کار اور اس کے خدوخال تو اس کے باقاعدہ قیام کے بعد ہی سامنے آئیں گے اور اس کے اہداف ومقاصد واضح ہونے پر اس کی کارکردگی کے بارے میں ہم بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً گزارشات پیش کرتے رہیں گے۔ مگر سردست ان بین الاقوامی معاہدات کے ذریعے پاکستانی قوم سے کئے جانے والے چند تقاضوں کا ذکر ہم مناسب سمجھتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ ان معاہدات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے اس وقت عالمی اور علاقائی سطح پر جو دباؤ روز بہ روز بڑھ رہا ہے اور جس کی وجہ سے وزیر اعظم کو الگ ''انسانی حقوق سیکریٹریٹ'' قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے، اس کا پس منظر کیا ہے اور ان کا ہمارے قومی نفع ونقصان کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

معاہدات کی پابندی کا خود قرآن کریم نے حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو صریحاً ہدایت فرمائی ہے کہ جو عہد وپیمان کسی سے کرو، اس پر پوری طرح عمل کرو، جبکہ عہد شکنی کو قرآن کریم نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، لیکن عہد وپیمان میں نفع ونقصان اور خیر وشر کے پہلو کو سامنے رکھنے کی ہدایت بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمائی ہے۔ خود اپنے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اگر کسی بات پر قسم اٹھالوں اور بعد میں پتا چلے کہ خیر کا پہلو دوسری طرف ہے تو میں قسم کی وجہ سے خیر کو ترک نہیں کرتا، قسم توڑ دیتا ہوں اور اس کا کفارہ دیتا ہوں۔ اسی طرح ایسے معاہدے کی پابندی کو بھی اسلامی شریعت ضروری قرار نہیں دیتی، جس کے نتیجے میں کفر یا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہو، یا کسی اسلامی فریضے کا ترک کر دینا لازم ہو جاتا ہو۔ کوئی شخص کسی سے یہ معاہدہ کرلے کہ (نعوذ باللہ) میں نماز نہیں پڑھوں گا یا کسی بے گناہ کو قتل کر دوں گا یا کسی گھر میں ڈاکا ڈالوں گا یا کسی مظلوم کا جائز حق غصب کرلوں گا تو اس معاہدے کی پابندی اور اس پر عمل درآمد نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا خود گناہ بن جائے گا۔

معاہدہ شخصی ہو، گروہی ہو یا بین الاقوامی ہو، اصول ہر جگہ ایک ہی ہے کہ ہمیں کسی بھی معاہدے پر عمل درآمد سے پہلے اسلام کے اس واضح اور صریح حکم پر غور کرنا ہوگا، اس کے بغیر ہم اپنے مسلمان ہونے اور پاکستان کے اسلامی جمہوریہ ہونے کے تقاضوں سے وفا نہیں کر سکیں گے۔

پوری دنیا میں مسلمانوں کے گرد بین الاقوامی معاہدات کا جال جس طرح بُن دیا گیا ہے، ان معاہدات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے اقدامات سے پہلے ہمیں اس جال اور اس کے پیچھے بیٹھے شکاریوں پر ایک نظر ضرور ڈال لینی چاہئے۔ بین الاقوامیت کے سب سے بڑے داعی امریکا کی اس بے لچک پالیسی کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ جو ایسے ہر موقع پر یہ کہہ کر تمام بین الاقوامی معاہدات اور اصولوں کو یکسر پس پشت ڈال دیتا ہے کہ امریکا کے لئے ہر معاملے میں صرف اس کا اپنا مفاد مقدم ہوتا ہے اور اس کی ہر پالیسی کی بنیاد امریکی قوم کے مفاد پر مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی معاہدات اور اصولوں کی خلاف ورزی میں امریکا سب سے آگے ہے۔

ان بین الاقوامی معاہدات کی تعداد بیسیوں میں ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے، مگر اس معاملے کا اصل رخ واضح کرنے کے لئے ہم سردست صرف چند امور کا ذکر کریں گے۔ ایک یہ کہ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ''معاہدۂ لوزان'' کے تحت ترکوں نے خلافت اور شریعت سے جو دستبرداری اختیار کی تھی وہ پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے تھی، اس لئے اس معاہدے کی رو سے مسلمانوں کو دنیا کے کسی خطے میں خلافت کے قیام اور شریعت کے نفاذ کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور بات صرف ''نہیں دی جا سکتی'' تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ عملی طور پر ''نہیں دی جا رہی'' پوری امت مسلمہ کو دنیا بھر میں خلافت اور شریعت کے قیام کے حوالے سے سب سے بڑی رکاوٹ یہی درپیش ہے

اور مغرب ہر مرحلے میں اس کی مزاحمت کر رہا ہے۔ خاندانی نظام کے حوالے سے بین الاقوامی معاہدات کے نام پر ہم سے تقاضا کیا جارہا ہے کہ قرآن وسنت کے واضح اور صریح خاندانی احکام و قوانین کو تبدیل کرکے:

۱:... مرد اور عورت کو طلاق کا مساوی حق دیا جائے، ۲:... وراثت میں مرد اور عورت کے حصے برابر کئے جائیں، ۳:... اور مرد و عورت میں واضح جسمانی اور نفسیاتی فرق کے باوجود ان کے بارے میں الگ الگ قرآنی احکام کو ختم کردیا جائے، ۴:... اسی طرح آزادی رائے اور آزادی مذہب کے نام پر ہم سے توہین رسالت کو جرائم کی فہرست سے نکال دینے کے لئے کہا جارہا ہے، ۵:... اسلام اور ریاست کے تعلق کو یکسر ختم کردینے کے لئے دباؤ ڈالا جارہا ہے اور ۶:... قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے وغیرہ ذلک۔

بین الاقوامی معاہدات کے اس قسم کے مطالبات کی فہرست خاصی طویل ہے۔ اس لئے ملک کے دینی و محب وطن سیاسی حلقوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کا نوٹس لیں۔ ہمیں بین الاقوامی معاہدات کی پابندی پر اعتراض نہیں ہے، وہ ضرور ہونی چاہئے، لیکن کسی بین الاقوامی معاہدے کی کوئی شق اگر ہمارے عقائد، شرعی احکام، ملکی مفاد اور تہذیبی روایات سے متصادم ہو تو ہمیں اس سلسلے میں دوٹوک موقف اختیار کرکے اس سے انکار کردینا چاہئے اور عالم اسلام کی رائے عامہ کو منظم اور بیدار کرکے اپنے عقیدہ و ثقافت کے تحفظ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸/اگست ۲۰۱۵ء)

واجد شمس کے قادیانیوں کے حق میں بیان پر شدید احتجاج: حکومتی قرارداد جمع

لاہور (نیوز رپورٹر) پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں سابق سفارت کار واجد شمس الحسن کے قادیانیوں کے حق میں بیان پر ارکان اسمبلی نے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ سفارت کار کے بیان سے پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کی دل آزاری ہوئی ہے، ارکان نے مطالبہ کیا کہ بطور سفارت کار اسے دی گئی مراعات اور پنشن واپس لی جائے اور ۲۹۵-سی کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے، اس موقع پر اسپیکر اسمبلی نے اس واقعہ پر ارکان اسمبلی کو مذمتی قرارداد لانے کی ہدایت کردی، تاہم وزیر قانون کی عدم موجودگی کی وجہ سے قرارداد پیش نہ کی جاسکی جو آج (جمعہ کو) اجلاس کے دوران پیش کی جائے گی۔ اس سلسلے میں مختلف جماعتوں کے ارکان نے متفقہ قرارداد اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کروادی۔ گزشتہ روز پنجاب اسمبلی کا اجلاس ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ کی تاخیر سے قائم مقام اسپیکر سردار شیر علی گورچانی کی صدارت میں شروع ہوا تو اجلاس کے آغاز پر ہی مسلم لیگ (ن) کے رکن اسمبلی وحید گل نے سابق سفیر واجد شمس الحسن کے ایک اخباری بیان کہ "مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینا غلط فیصلہ تھا" پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے نکتہ اعتراض پر کہا کہ یہ واجد شمس الحسن قادیانیوں کا ایجنٹ ہے اس نے یہ بیان دے کر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، ہم ختم نبوت پر اسمبلی کی رکنیت تو کیا اپنی جان تک بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، ان کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت کارروائی کی جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم اسمبلی رکنیت سے مستعفی ہوجائیں گے، ایسی ہزار اسمبلیاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی جاسکتی ہیں۔ رکن اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار قومی اسمبلی نے دیا تھا اور واجد شمس الحسن نے نہ صرف اس اسمبلی بلکہ اس کے تمام ممبران اور پاکستان کے عوام کی توہین کی ہے، یہ قادیانیوں کا ایجنٹ ہے، اس کے خلاف کارروائی کی جائے، اس پر قائم مقام اسپیکر سردار شیر علی گورچانی نے کہا کہ اس پر قرارداد لے آئیں، اسے متفقہ منظور کرلیں گے۔ رکن اسمبلی میاں اسلم اقبال نے کہا کہ واجد کا بیان انتہائی قابل مذمت ہے، ہم دنیا کے ہر معاملے پر کمپرومائز کرسکتے ہیں لیکن ختم نبوت کے مسئلہ پر کوئی کمپرومائز نہیں، اس کے لئے ہمیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑے تو وہ بھی کم ہیں۔ رکن اسمبلی قاضی احمد سعید نے کہا کہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، اب نواز حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ پنجاب اسمبلی کے باہر ایم پی اے وحید گل، میاں اسلم اسلام، پیر مخفوظ مشہدی سمیت دیگر کے ہمراہ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے مسلم لیگ (ن) کے رکن پنجاب اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا ہے کہ واجد شمس الحسن کے خلاف غداری کا مقدمہ درج کیا جائے، نیشنل ایکشن پلان میں واضح ہے کہ جو بھی مذہبی فرقہ وارانہ بیان دے گا اس کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا۔ دریں اثنا ممبران صوبائی اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی، ابوالحفص مولانا غیاث الدین، سید مخفوظ مشہدی، وحید گل، چوہدری محمد اشرف اور دیگر جماعتوں کے ارکان کی جانب سے مشترکہ طور پر پنجاب اسمبلی میں جمع کرائی گئی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ معزز ایوان مذکورہ بیان کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ آج تک اسے جتنے بھی اعزازات دیئے گئے ہیں فوراً واپس لئے جائیں اور مذکور کا جس سیاسی جماعت سے تعلق ہے وہ جماعت فوراً اس سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸/اگست ۲۰۱۵)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۴۲

سعود ساحر

قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کی خاطر آئین میں ترمیم کی متفقہ منظوری کے بعد اس وقت کے وزیراعظم جناب ذوالفقار بھٹو نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”جناب اسپیکر! جب میں کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا) پورے ایوان کا ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے (قادیانی مسئلہ) پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حق دار بنے۔ میرا کہنا ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے، نوے سال پرانا مسئلہ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے، لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا، ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔ ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا گیا۔

۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا جو مسئلے کے حل کے لئے نہیں، بلکہ مسئلے کو دبانے کے لئے تھا، کسی مسئلے کو دبانے سے اس کا حل نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل و فہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلے کو حل کیا جائے اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا، لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا اور پس منظر میں چلا جاتا لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلاسکتا ہوں کہ ہم نے صحیح حل تلاش کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے۔ غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیدادوں اور جانوں کا اتلاف ہوا، پریشانی کے لمحات بھی آئے۔ تمام قوم گزشتہ تین ماہ تشویش کے عالم میں رہی اور کشمکش اور بیم ورجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مساجد اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا، میں اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ.... ۲۲ اور ۲۹ رمئی کو کیا ہوا تھا؟ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ سننا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں، لیکن میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں، جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ رجون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی

بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا، اگر کوئی ایسا فیصلہ کرلیا جاتا جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کے مقصد اور اس تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا، چونکہ یہ خالص مذہبی مسئلہ تھا، اس لئے میری حکومت کے لئے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ رجون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے، وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج اور ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کردیتے، جو مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے؟ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کردیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد وتحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت وناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا موقع گنوادیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھوبیٹھیں گے، میں نے اپنے احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے، جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کررکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا اور کوئی فیصلہ کردیتا۔ میں نے ان احباب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں، میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبران پر چھوڑتا ہوں اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انہیں بلاکر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی، سوائے ایک موقع کے جب اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔“

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
نیمل
معجون قوت اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب
☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ◆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔ ◆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ◆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ مراکز، ۳۰ مبلغین اور ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم۔ ◆ ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان کے ذریعہ سے امت مسلمہ کی محاذ ختم نبوت پر ذہن سازی۔ ◆ چناب نگر میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔ ◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، دار التصنیف بھی مصروف عمل ہے۔ ◆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان، بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ ◆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔ ◆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ کے شہر برمنگھم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ◆ افریقہ کے ایک ملک "مالی" میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ◆ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: 061-4783486, 061-4582486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: 021-32780340, 021-32780337

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi

مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ
ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ